

سرکاری رپورٹ (مباحثات)
پینتیس وال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 04 نومبر 2016ء بروز جمعۃ المبارک بہ طبق 03 صفر المظفر 1438 ھجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	05
3	مشترکہ قرارداد نمبر 111 مخفجات: آغا سید لیاقت علی، جناب عبدالجید خان اچنگی، سردار محمد صالح بھوتانی، پنس احمد علی، جناب طاہر محمود خان، میر عامر رند، محترمہ عارفہ صدیق، محترمہ یاسمین لہڑی اور محترمہ ڈاکٹر رقیہ ہاشمی، ارائیں صوبائی اسمبلی۔	05
4	مشترکہ قرارداد نمبر 112 مخفجات: آغا سید لیاقت علی، جناب عبدالجید اچنگی، سردار صالح بھوتانی، پنس احمد علی، جناب طاہر محمود خان، میر عامر رند، محترمہ عارفہ صدیق، محترمہ یاسمین لہڑی، اور ڈاکٹر رقیہ ہاشمی، ارائیں صوبائی اسمبلی۔	28
5	آڈیٹر جزل آف پاکستان کی آڈیٹ رپورٹ بر حسابات حکومت بلوچستان برائے سال 2015-16 کا ایوان میں پیش کیا جانا۔	48

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب ظہور احمد

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 04 نومبر 2016ء بروز جمعۃ المبارک بہ طابق 3 صفر المظفر 1438 ہجری، بوقت سہ پہر 3:20 منٹ پر زیر صدارت میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی، اپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَبِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَشِيعَنَ لِلَّهِ لَا

يَشْتَرُونَ بِأَيْلِتِ اللَّهِ ثَمَّا قَلِيلًا طُولَتِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ

الْحِسَابِ يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا فَ

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

﴿پارہ نمبر ۲ سورۃ ال عمران آیات نمبر ۱۹۹ اور ۲۰۰﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - اور کتاب والوں میں بعض وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو اُتراتھما ری طرف اور جو اُتراء ان کی طرف، عاجزی کرتے ہیں اللہ کے آگے نہیں خریدتے اللہ کی آیتوں پر مول تھوڑا بھی ہیں جن کے لئے مزدوری ہے ان رب کے ہاں بیٹک اللہ جلد لیتا ہے حساب - اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈر تے رہو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ سُمِ اللہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیْمِ - وقفہ سوالات۔ انجینئر زمرک خان صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 277 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمرک خان اچخزی: Question no 277

میڈم اسپیکر: چونکہ منظر پی اینڈ ڈی اس وقت تشریف نہیں رکھتے آپ کے تمام سوالات تقریباً منظر پی اینڈ ڈی کے حوالے سے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچخزی: میں صرف اتنی گزارش کروں گا میڈم! اگر یہ سوالات next session کے لئے رکھ لیں تو بہتر ہو گا کیونکہ یہ ضروری ہے ڈیفر کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ منظر ہیں نہیں۔ جب منظر ہو گے تو میں اُن سے ضمنی سوالات بھی کروں گا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: گزارش یہ ہے میڈم! آج آپ نے بسم اللہ کی ہے وہ بھی late ہے، آپ exactly تین بجے رکھیں، آپ کے نمبر آہستہ آجائیں گے، کیونکہ یہاں جzel ایک impression پڑا ہوا ہے کہ جی تین بجے آپ شروع کریں گے اور کہیں گے چار بجے، چار بجے بولیں گے تو پانچ بجے شروع ہو گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ایک نئی روایات آپ لا سکیں۔ تین بجے کر لیں تو ہم سب آجائیں گے۔ نہیں جو ظاہم کے پابند ہیں باقی اُن کا ہے کہ چار بجے شروع ہونے والا ہے تو kindly آپ اس کا تھوڑا سا سختی سے نوٹ لیں۔

میڈم اسپیکر: میں نے آج بھی سواتین بجے شروع کیا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: میڈم اسپیکر! یہ جو ہمارے پی اینڈ ڈی کے تھے اور بی ڈی اے کے تھے۔ اس میں ہمارے بھی کچھ مسئلے تھے، اب خالی پڑا ہوا ہے، ایک ڈاکٹر مالک بیٹھا ہوا ہے اور ایک ہمارے سردار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور ادھر جو پروگرام ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہیں، توروز گاروالوں کو بلا کیں۔

میڈم اسپیکر: آرہے ہیں ممبر ز، جیسے زمرک خان صاحب نے کہا اُسی طرح ہم next скو جلاس کیلئے ڈیفر کرتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: next میں آپ کے پاس اتنا بنس ہے پھر مسئلہ بن جائیگا ابھی ڈاکٹر صاحب پڑھ نہیں گڈانی چلے گئے، ڈاکٹر صاحب کیا کرتے تھے، گڈانی میں اُس کے بی ڈی اے کا مسئلہ پڑا ہوا ہے اور وہاں ہمارے بھی پلاس ہیں۔ ابھی ہمارے پلاٹوں کے پیچھے ڈاکٹر صاحب پڑے ہوئے ہیں۔ میرا اور آغا صاحب کا مسئلہ ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔ انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب کے تمام سوالات next session میں یعنی اسی سیشن کے next day کیلئے ڈیفر کیا جاتا ہے۔ وقفہ سوالات ختم، سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب نظور احمد (سیکرٹری اسمبلی): میر جیب الرحمن محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف جمل مگسی جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست گزاری ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سید محمد رضا صاحب اسلام آباد میں ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ یہ قرارداد ہو جائے please آپ اس کو چھوڑ دیں ناں، ہم پر سمجھ کر تخت چلیں گے آپ کو موقع دونگی۔ قرارداد کے بعد موقع دونگی۔ جی بولیں ناں اسی پر بولیں گے۔ جی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): میڈم اسپیکر صاحبہ! میں دیر سے اس لئے آیا ہوں کہ میں نے سمجھا کہ چار بجے اجلاس ہے۔

میڈم اسپیکر: ہم سمجھ گئے ہیں، آپ ہمیشہ ریگولر ہیں ہمیں پتہ ہے۔ آغا سید لیاقت علی، جناب عبدالجید خان اچکزئی صاحب، سردار محمد صالح بھوتانی صاحب، پرنس احمد علی صاحب، جناب طاہر محمود خان، میر عامر رند صاحب، محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ، محترمہ یاسین اہٹری صاحبہ اور محترمہ ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ، ارائیں صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک نمرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 111 پیش کریں۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ ہرگاہ کہ ملک کے تمام صوبوں میں ایجوکیشن کمیشن کا قیام عمل

میں لا یا گیا ہے جبکہ بلوچستان میں اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود تاحال کمیشن کا قیام عمل میں نہیں لا یا گیا۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبے میں جلد از جلد ایجوکیشن کمیشن کا قیام عمل میں لانے کیلئے اقدامات کیے جائیں۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 111 پیش ہوئی، کیا محکین میں سے کوئی اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! ہونا تو چاہیے تھا کہ صوبہ بننے کے بعد کمیشن بنتا۔ ایجوکیشن کمیشن کے بننے سے--- (مداخلت) میڈم اسپیکر! یہ دفترداد دیں آج بہت ہی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک ایجوکیشن دوسرا ہیلٹھ والی۔ ایجوکیشن کی قرارداد جو میں نے پیش کی ہے باقی محکین بھی اس پر بولیں گے۔ ہمارے پاس ایجوکیشن کو چلانے کا کوئی mechanism ہی نہیں ہے۔ ہم نے اس اسمبلی میں ایجوکیشن میں بھی اور ایک منٹری یہ کہا کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں گھوست ملازمین ہیں۔ ماسٹروں کو لیکھاروں کو پابند کرنا، ان کا کوئی mechanisms بانا اور یہ گھوست ٹھپروں کو نکالنا اور اس کمیشن کے حوالے سے جوان کو تباہی ہماری گورنمنٹ دیتی ہے، ان کی جو ترتیب ہوتی ہے اور جو نصاب ہوتا ہے اُس کے بارے میں ایسے سکولز ہیں جن کو 4 میئنے بعد کتابیں ملتی ہیں یہ کمیشن جو بننے گا اس میں ٹیکسٹ بک وغیرہ سارے شامل ہو جائیں گے۔ اور سکول کو کیسے چلانا ہے، سسٹم کو کیسے چلانا ہے۔ یہ already پنجاب میں انہوں نے اس پر کام کیا ہے۔ اُس کی ایک رپورٹ پنجاب کی ہے۔ پنجاب والوں نے اس کمیشن میں کئی دفعہ ترامیم بھی کی ہیں، ابھی اس میں پنجاب والوں نے controlling authority and commission میں کیا ہے۔ اس میں انہوں نے کام کیا ہے، اس کمیشن کے علاوہ ہمارے پاس کوئی دوسرا alternate option ہی نہیں ہے۔ ایجوکیشن کا سیکرٹری کس چیز کا پابند ہونا چاہیے، ڈائریکٹر کیسا پابند ہونا چاہیے، اور DO کا کیا رول ہوگا، سکولوں میں ہیڈ ماسٹر کا کیا رول ہوگا۔ یہ mechanism ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور اس گورنمنٹ میں، ڈاکٹر صاحب اچھا ہے کہ بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نے بہت بڑا حصہ ایجوکیشن اور ہیلٹھ کو دے دیا ہے، مگر ابھی بھی وہی پوزیشن ہے، ابھی بھی ہمارے اپنے ضلع میں یہ پوزیشن ہے کہ میرے خیال میں اگر میں غلط نہیں ہوں تو 80% سکول بند ہیں، ٹیچر کوں ہے، ٹیچر گاؤں کا ہے آیا ہے یا نہیں آیا ہے اور یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ جو ٹیچر زیاد لیکھار ہیں، ان کی ڈگریاں اصلی ہیں یا نہیں ہیں، یہ mechanism بھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور میڈم اسپیکر! اس کے علاوہ ایجوکیشن کمیشن بنانا کوئی آسان کام ہی نہیں ہے۔ اس میں ہم نے expertise لینے ہیں۔ ابھی کل میں خورشید روشن بروچ کے شوہر کی فاتحہ کیلئے گیا تھا وہاں بر گیڈیز آغاں ملا۔ اس کی wife اس پر کام کر رہی تھی۔ اس

نے کہا میں خود اس پر کام کر رہی ہوں اُس نے اپنا نمبر مجھے دیا۔ تو اس میں ریٹائرڈ لوگوں کو لیکر کے بڑی محنت سے جو سندھ، KP، پنجاب میں جو ایجوکیشن کمیشن انہوں نے بنایا ہے، ہم نے سارے اُن سے منگوا لیئے اور مزید ہم اس پر ترمیم کرنی ہے۔ ابھی ہم نے PAC کی میٹنگ میں ہم نے گھوست ملازمین کے حوالے سے کہہ رہے تھے۔ تو پھر انہوں نے کہا کہ گھوست ملازمین کی رپورٹ ہم نے ڈی ای ای جو کیشن سے منگوائی تو کیا ڈی ای ای خود اس میں involve نہیں ہے یا اس سے اوپر نہیں جاتا ہے۔ تو میری یہ خواہش ہے کہ اگر ایجوکیشن کمیشن ہم بنا رہے ہیں اُس میں ساری پارٹیاں شامل ہو گئیں تو 40 سال پہلے بننا چاہئے تھا لیکن آج ہم اُس کو بنا رہے ہیں۔ اس میں ہمارے ایجوکیشن کا پورا نظام صحیح ہو سکتا ہے۔ اس میں ہم نے ایک مہینہ ڈیڑھ مہینہ اور کام کرنا ہو گا تو آنے والے سیشن میں اس کو اگر ہم پاس کر لیں اُس پر کام ہم نے already شروع کیا ہوا ہے۔ thank you

میڈم اسپیکر: میں اصل میں یہ کہنا چاہ رہی تھی میری ابھی گیلری پر نظر پڑی تو جو آپ لوگ ہمیں کہتے ہیں ممبر ز بھی اپنی حاضری کو قینی نہیں بناتے اور ہم نے بار بار خط لکھا ہے اور بڑی تختی سے لکھا ہے کہ خاص طور پر جن مکملوں کی resolution آ رہی ہے ہم باقاعدہ اُن کو reminders بھیجتے ہیں۔ اور ہم اُنکو بتاتے ہیں کہ اُن کے مکمل کی کارروائی ہے تو آج ابھی تک سیکرٹری ایجوکیشن بھی مجھے نظر نہیں آ رہے اور میرے خیال میں ایک ہی سیکرٹری بیٹھا ہوا ہے۔ سیکرٹری ایجوکیشن کو لازمی ہونا چاہئے۔ سیکرٹری اسمبلی! آپ تختی سے ایک letter آج issue کر دیں کہ جتنے بھی سیکرٹریز ہیں وہ خاص طور پر جن issues پر ان کے مکمل کی کارروائی ہے یا motion آ رہی ہے جو بھی چیزیں ہیں اُن کو یہاں موجود ہونا چاہئے۔ آپ یہ letter دوبارہ سے لکھیں۔ جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میں آپ کو عرض کرتا چلوں کہ دیکھیں اس طرح سے آپ کے نوٹس کی کوئی اہمیت نہیں ہو گی۔ آپ یہاں move privilege کر لیں۔ ٹھیک ہے۔ میں صرف اپنی بات مکمل کر دوں، اس کا جو طریقہ کار ہے دیکھیں ناں اس طرح نہیں ہے جو اسمبلی کا کوئی بھی ممبر کسی بھی سیکرٹری کو کوئی بھی job دیتا ہے اُس کا جواب نہیں ملتا ہے۔ اس کی privilege-breach ہوتا ہے۔ ایک individual ممبر کا ہوتا چہ جائیکہ آپ ابھی constitution کا آپ نے ہمیں بنادیا۔ آپ نے مجھے اور سردار صاحب کو کہ جی آپ لوگ جا کر کے لچھلیش کریں۔ چیزیں سیکرٹریوں کے پاس پڑے ہوئے ہیں اُن کا کوئی جواب ہی نہیں دیتا ہے۔ اُن کو ایس اینڈ جی اے ڈی میں کوئی پیش ہی نہیں کرتا ہے یہ تو privilege ہے۔ فرض کریں ہمارے سیکرٹری آج ایجوکیشن ہے اور ہمیتھے ہے تو یہاں کوئی نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک آپ properly privilege committee کو move نہیں کریں گے ان کو وہاں نہیں گلائیں گے اُن کی پیشیاں نہیں ہوں گی۔ اس طرح

سے نہیں ہوگا۔ شکریہ۔

میدم اپسیکر: چونکہ ڈاکٹر صاحب! آپ اس کمیٹی کے ممبر بھی ہیں اور ابھی اس کی باقاعدہ ایک میٹنگ بھی آپ نے کی ہے۔ تو میں یہاں رولنگ دیتی ہوں کہ تمام سیکرٹریز کے ساتھ ایک میٹنگ کر لیں اور جتنے بھی یہ جو Laws ہیں، جو Bills ہمارے پختے ہوئے ہیں تو ان کے سلسلے میں کوئی بھی دن آپ دیں گے۔ اُس دن ہم تمام سیکرٹریز کو بلا کیں گے۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: میدم اپسیکر! sorry میں آپ کوشاید آپ کے اختیارات آپ خود مجھ سے بہتر جانتی ہیں پارلیمنٹریں ہیں، میرا خیال ہے تمرا tenure ہے آپ کے پندرہ سال بڑی چیز ہوتے ہیں۔ ہمارے تو کبھی ہم جیل میں کبھی ہم ریل میں آپ کو تو consecutive تیرہ سال ہو گئے ہیں آپ کو۔ میرا خیال ہے کہ بنس اس اسمبلی کا رولز آف برنس آپ کو تو، پھر آپ لا گر بجکیت ہیں ماشاء اللہ پڑھی لکھی ہیں اور قابل احترام ہیں۔ آپ کا شکریہ میدم اپسیکر! میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ اس اجلاس کے بعد میں آپ کے good-office میں آؤں گا میں تحریک اتحاد پیش کروں گا اس پر آپ کارروائی کریں۔ kindly یہ جب 64 لوگ نہیں ہیں میدم اپسیکر! یہ بلوچستان ہے ہم اپنے علاقوں کے مسائل لے کر کے بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے ایجوکیشن، ہیلتھ، روینو کے مسائل ہیں اب ورنگ ڈے ہے اُن کی چھٹی کا دن نہیں ہے کہ وہ آرام کر رہے ہیں۔ میدم اپسیکر! اس پر آپ اگر سختی نہیں کریں گے میں privilege motion لا رہا ہوں ڈاکٹر صاحب مجھے سپورٹ کریں گے اُن سے گزارش ہے کہ وہ لوگ مجھے سپورٹ کریں۔ خاص کر کے اس ایجنڈے میں جو concerned لوگ ہیں وہ تو کم از کم ہونے چاہئیں۔ چیف سیکرٹری صاحب نہیں آسکتے ہیں اُن کا ایڈیشل سیکرٹری بیٹھا ہوا ہے ڈپٹی سیکرٹری بیٹھا ہوا ہے SO بیٹھا ہوا ہے پچاس پچاس تو ایک ایک سیکرٹری کے پاس اسٹاف ہے۔ خود بہت ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ وہ اپنے کسی چھوٹے کو صحیح دیں کہ ہم لوگ چھوٹے لوگ ہیں ہم چھوٹے لوگوں کو سُن لیں۔ تو اس پر مہربانی کر کے رولنگ دے دیں۔

میدم اپسیکر: جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ میدم اپسیکر۔ مجید خان اچکزئی نے جو پیش کیا اور صحیح ہے اور میں اس فلور پر ان سے کہتا ہوں کہ جو باتیں ہیں ماشاء اللہ صحیح باتیں کر رہے ہیں اور کمیٹی کے حوالے سے بھی کچھ ان کی کارکردگی بہتر نظر آ رہی ہے تو اسی طرح اگر چلتا رہا تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی سسٹم کو تھیک کرنے کے لئے چاہے ایجوکیشن ہو چاہے ہیلتھ ہو تو میں تو خود ساتھ دوں گا اس پر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن جس طرح سردار صاحب اور

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہمارے کوئی بھی کمیٹر کو دیکھ سکتی ہے آپ بھی دیکھ سکتی ہیں۔ پہلے تو اسمبلی میں آپ نے خود دیکھنا ہے کہ کون سے آئے ہوئے ہیں کون سے نہیں آئے ہوئے ہیں ٹائم پر، آج آپ نے اجلاس شروع کیا بہت اچھی بات ہے چاہے دو بندے ہوں تین بندے ہوں ممبرز موجود ہوں آپ اسمبلی اجلاس شروع کر دیں بہتر ہے گا سب ٹائم پر آئیں گے اس کو تم سراہتے ہیں۔ دوسری یہ جو ہماری بیور و کریمی ہیں وہ آتی نہیں ہیں، وہ بھی آپ خود بہتر طریقے سے آپ خود سمجھدار ہیں اتنا عرصہ آپ نے یہاں گزارے ہیں ٹائم لے لیں اُس پر بھی۔ باقی اگر ابھی ایجوکیشن منستر ہے، میں بات کروں گا بالکل اگر کوئی جو بھی صحیح کام کرتا ہے ان کی کارکردگی صحیح ہو گی اُن سے کہیں گے appreciate کریں گے اور جو نہیں کر سکتے ہیں اُن کی ہم مخالفت کریں گے۔ ٹھیک ہے وزیر اعلیٰ صاحب گذلانی جاری ہے ہیں۔ گذلانی جانے کا کام بی ڈی اے منستر کا ہے یا اُن سے متعلقہ منستر کا کام ہے وہ جائیں یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ پوری اسمبلی کو، گورنمنٹ کو وہ represent کرتا ہے یہاں بیٹھے ہوئے زیارت وال صاحب، وہی کرتے ہیں ساری گورنمنٹ کے جوابات بھی وہی دیتے ہیں۔ تو کم از کم اُن کو ہونا چاہیے ایجوکیشن اور ہیلتھ کے منستر کو ہونا چاہیے۔ یہ کمیشن جب بن رہا ہے میں کمیشن پر بات کروں گا دو منٹ باقی بہتر جانتے ہیں جو ممبرز صاحبان ہیں جو وہ کریں گے۔ کمیشن ہے، کمیشن ضروری ہے۔ کمیشن میں ممبرز بیٹھتے ہیں وہ پورے سسٹم کو دیکھتے ہیں اور اُس کو follow کرتے ہیں کہ کون سا صحیح ہے کون سا غلط ہے میں اب ایجوکیشن منستر کے حوالے سے رضا صاحب محترم ہیں ہمارے انہوں نے بھی اچھا وقت گزارا کوشش کی کہ سسٹم کو ٹھیک کریں اُن سے بھی میں بات کر رہا تھا کہ اگر آپ تھوڑا سا مجھے بتائیں کہ آپ نے کیا کیا ہے۔ اور جس طرح ابھی اور الائی ریزیڈیشن کالج ہے اس میں بہت سے problems ہیں یہاں تک کہ ہماری جو ٹیچرز ایسوی ایشن ہے اس پر بھی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی تی ایم صاحب ہیں نہ ایجوکیشن منستر ہے تو میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ اس وقت میں بات کروں کیونکہ وہ ہیں ہی نہیں کون نوٹ کرے اور کون اس کے حل کرنے کی یقین دہانی کرائے۔

میدم اسپیکر: جی آپ ضرور بولیں۔

انجینئر زمرک خان اچزنی: کمیشن، یہ باقی جو ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر اس کو آپ ایک قسم کا، یہ تو ممبروں کا کام ہے آپ نے کرنا ہے اس کو قرارداد کو منظور کرنا ہے تو ہم اس کو سپورٹ کرتے ہیں میں تو سپورٹ کرتا ہوں رضا صاحب بھی میرے خیال سے بات کریں گے سپورٹ کریں گے۔ اگر سی ایم ہو یا منستر ایجوکیشن ہواں کو اگر اٹھایا جائے اور اس پر ہم بحث کریں کہ کیا خرابیاں ہیں اسمبلی فور پر ہم اس کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ ٹیچروں کے ساتھ کیا ہے آج تک جو ابھی پانچ چھ سالوں سے اُن کے ساتھ جو وعدے کیئے گئے ہیں اُن کے مسائل حل نہیں

ہورے ہے ہیں وہ پھر احتجاج پر جا رہے ہیں پھر کیا ہو گا یہاں تک کالجوں کا کیا سسٹم ہے۔ گورنمنٹ کا سسٹم بہت سخت خراب ہے یہاں تین تین تین اسکول ہیں چار چار اسکول ہیں جو ایک نام سے اُن کو فنڈ رکھی ملتے ہیں میرا اسکول ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میرے اسکول کو تین ناموں سے فنڈ زیل رہے ہیں تو یہ سارا سسٹم ہم اگر اس کو ڈسکس کریں گے اگر آپ اس کو نیکست اُس میں لے آئیں نہیں تو ابھی آپ اگر اسکو سپورٹ کر کے پاس کرنا چاہتے ہیں تو پاس کر دیں۔

میڈم اسپیکر: اس میں کمیشن کی بات ہے۔

انجینئر زمرک خان اچزنی: کمیشن ضروری ہے کمیشن کے through جس طرح ایکشن کمیشن میں مرد بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ ممبر زجا کر کے اُس سسٹم کو دیکھتے ہیں اُن کے ساتھ ٹھیک ہے ایکشن کمیشن بیٹھے ہوتے ہیں وہ اُن کے اندر ہوتے ہیں یا برا بر کے اُن کے ہوتے ہیں اور پھر وہ سسٹم کو دیکھ کر حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو کمیشن کی میرے خیال سے اگر پنجاب میں بنا ہوا ہے کے پی میں بنا ہوا ہے دوسرے صوبوں میں بنے ہوئے ہیں اُن کے اُس کرائیٹر یا کو لے کر کے اُس طریقے سے اس سسٹم کو بھی فعال کیا جائے اور بلوچستان میں اس پورے سسٹم میں یہ ممبرز سمجھتے ہیں میں بھی سمجھتا ہوں کہ اس کو بننا چاہیے۔ ہیلٹھ ہو اس کے بعد ہیلٹھ بھی آ رہا ہے اور وہ ہیلٹھ کی قرارداد بھی آ رہی ہے تو ایکو کیشن کی بھی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ موجود ہوں اُس پر بحث کریں اور پھر منظور کریں تو پھر اچھا ہو گا۔ نہیں منظور کرنا ہے تو پھر بھی ہم سپورٹ کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی سردار صاحب۔ اس قرارداد پر بات کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: point of order پر بات کروں گا میں آپ کے office میں بھی کہا تھا کہ میں ایجکیشن پر کچھ بولوں گا۔ ڈاکٹر بھی بیٹھا ہوا ہے ابھی تو کمیشن پر بات کروں گا کمیشن سے ہٹ کے نہیں point of order پر تو بات کرنے کا موقع دیں گی۔

میڈم اسپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: شکر یہ میڈم اسپیکر! مجید خان جو قرارداد لائے ہیں۔ میں اپوزیشن کی طرف سے، اس کو ہم full-support کرتے ہیں۔ میڈم اسپیکر! اچاہئے تو یہ تھا کہ پچھلے ڈھانی سال جو ڈاکٹر کی حکومت تھی یہ دو نعرے لے کر آئے تھے، ہیلٹھ اور ایجکیشن کا۔ اُن دونوں مکملوں کا یہ اغرق ہو گیا۔ اُس وقت آنا چاہیئے تھا لیکن مجید خان کو ہم appreciate کرتے ہیں، باقی اس کے حلقوں کا تو مجھے پتہ نہیں ہے وہاں کیا کر رہا ہے اور کیا نہیں کر رہا ہے۔ لیکن اس کی بہت ساری چیزیں اچھی جا رہی ہیں اچھا کام کر رہا ہے۔ جو قرارداد پیش ہوئی ہے بہت اچھی

بات ہے۔ میں point of order پر پھر property of the House ڈاکٹر صاحب نے جو ہاں بارکھان میں مہربانیاں کی ہیں، جو XX کیا ہے ایجکیشن کا وہ پھر میں property of the House بناؤں گا آپ کو دوں گا۔

میڈم اسپیکر: پلیز، سردار صاحب! آپ ڈاکٹر صاحب پر بات کر رہے ہیں، کمیشن پر بات کریں۔

محترمہ یا سمین لہڑی: میڈم اسپیکر! اپنی language درست استعمال کریں تو زیادہ بہتر ہے، XX ڈاکٹر صاحب نے نہیں کیا بلکہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے سدھارا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: جی یا سمین بی بی اب چھوٹے ڈاکٹر خود بیٹھے ہوئے ہیں اُس کو جواب دینا چاہیے آپ کیوں جواب دیتی ہیں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! آپ دیکھیں personal وہ نہ ہوں، آپ کمیشن پر بات کریں ٹال۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: نہیں میڈم! وہ کرسی hold کر رہا تھا، میں کرسی کی بات کر رہا ہوں personally تو اُسکے ساتھ میرا کیا ہے۔ وہ مکران کا ہے میں بارکھان ہوں میرا کوئی ذاتی دشمن نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں سردار صاحب۔ جی خالد صاحب!

میر خالد لانگو: میڈم اسپیکر point of order سردار صاحب میرے لیے بہت ہی قابل احترام ہیں۔ اللہ گواہ ہے میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن ابھی میری سردار صاحب سے گزارش ہے کہ ڈاکٹر مالک X سے کل جائیں۔ ڈاکٹر مالک کو ایک سال ہو گیا ہے وزارتِ اعلیٰ چھوڑے ہوئے۔ ابھی بھی جو ہوتا ہے قوم پرست۔ قوم پرست، یعنی ایک سال ہو گیا ہے ڈاکٹر مالک چھوڑا ہوا ہے حکومت۔ خدا کے لیے سردار صاحب! آپ ہمارے قابل احترام ہیں، ہم آپ کا احترام کرتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: لانگو صاحب! میں نے قوم پرستوں کا نام نہیں لیا ہے آپ خود لے رہے ہیں۔

میر خالد لانگو: آپ کے ابھی تک statements آتے ہیں جمعیت کے قابل احترام ہیں ہمارے لیئے۔ ”قوم پرستوں نے بیڑا غرق کیا“، بھی قوم پرست، اس حکومت کا اپنے حصہ تھے اور ابھی بھی حصہ ہیں۔ آپ X کی طرح بولیں۔ سب کو بولیں ناں حکومت قوم پرست۔ دوسرا ہمارے غریب کا پچھا اس کا نام لیتے ہوئے تو بس وہ شریف آدمی ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: خالد خان! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ بہت شریف آدمی ہیں۔

میر خالد لانگو: ہم تین پارٹیاں ہیں۔ کہ ”قوم پرستوں نے XX کیا“، بھی قوم پرست پارٹی اس حکومت کا

پہلے حصہ تھے ابھی بھی ہیں آپ X کی طرح بولیں سب کو بولیں نا۔ حکومت قوم پرست۔ دوسرا طرف ہمارے غریب کا بچہ اس کا نام لیتے ہوئے تو بس وہ شریف آدمی ہے۔
سردار عبدالرحمن کھیڑان: وہ بہت شریف ہے۔

میر خالد لاڳونو: ہم تین پارٹیاں ہیں۔ جب بھی اپوزیشن لیڈر آتا ہے کہتا ہے کہ ”قوم پرستوں نے XX کر دیا۔ ان میں اتنی X رکھوں۔ اتنی X ہمت ہونا اتنے XXX بنناں پھر سب کو بولو۔ جو حکومت کر رہے ہیں۔ سب کی مخالفت کرو یہ ہماری سب کی حکومت ہے۔ صرف قوم پرست کی نہیں ہے صرف نیشنل پارٹی کی نہیں ہے صرف پشتو نخوا کی نہیں ہے سب کو بولو پھر XXX بن کر سب کو بولو ساری حکومت کو بولو۔

میدم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ خالد صاحب آپ کا پوانت آ گیا۔

میر خالد لاڳونو: یہ مہربانی کریں آپ سے میری گزارش ہے ڈاکٹر مالک X سے آپ نکل جائیں۔

میدم اسپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیتے جائیں۔

میر خالد لاڳونو: ہم آپ کی عزت کرتے ہیں لیکن enough is enough میدم اسپیکر! ایک سال ہوتے ہیں چھوڑا ہوا ہے اُس نے کرسی کو۔

میدم اسپیکر: آپ پلیز شریف رکھیں۔ غیر پارلیمانی الفاظ حذف کئے جائیں۔ سردار صاحب ایک منٹ۔ جی آغا صاحب!

آغا سید لیاقت علی: شکریہ میدم اسپیکر! سردار صاحب کی تقریر میں بھی جو الفاظ آئے ہیں غیر پارلیمانی وہ حذف کئے جائیں اور میرے دوست لاڳونو صاحب کی تقریر میں جو آئے ہیں وہ بھی حذف کئے جائیں۔ میدم اسپیکر! ہم یہاں پہنچے ہیں۔ تو جو لوگ ہمیں منتخب کر کے اس اسمبلی میں بھیجتے ہیں ان لوگوں کی کچھ توقعات ہوتی ہیں۔ اور وہ توقعات پورے کرنے کیلئے ہم ادھر آتے ہیں۔ ان لوگوں کے معیار پر پورا اُترنے کے لئے ہم ادھر آتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: مجھے بات complete کرنے دیں۔

آغا سید لیاقت علی: میں صرف ایک بات سردار صاحب بتاؤں میری سردار صاحب سے ایک گزارش ہے کہ اگر آپ کسی کے ساتھ personal نہ ہو جائیں۔ ڈاکٹر مالک صاحب کو ہم اپنا لیڈر رکھنا اور ہے اور رہے گا۔ اور یہ جو personal میں آپ چلے جاتے ہیں۔۔۔ (مدخلت۔شور) آپ جو کریں باہر وہ تو باہر کریں اسمبلی میں کم سے کم آپ ان کی ہر حالت میں عزت کو برقرار رکھیں، بڑی مہربانی۔

میدم اسپیکر: thank you

سردار عبدالرحمن کھنیران: میڈم اسپیکر! خالد خان میرے لیئے بہت قابل احترام ہیں۔ اُس نے کہا کہ X-X کا اگر اُس کو کوئی شک ہے XXX تو وہ دیکھ سکتا ہے میری یا میری پارٹی کی۔ میں نے قوم پرستی کی بات نہیں کی ہے، ڈاکٹر مالک کی بات کی ہے۔ ڈاکٹر مالک چیف منستر تھا۔ میں آج بھی بولوں گا کل بھی بولوں گا میں XX اس میں اگر کسی کوشک ہے XXXXX یہ بات نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! پلیز۔ غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیئے جاتے ہیں۔ جی please
سردار عبدالرحمن کھنیران: باقی خالد نے کہا کہ XX-S سب ہم XXXX یہ آپ کے سامنے کھڑا ہے یہ XXXX خالد صاحب۔ خالد صاحب یہ XXXX-XXXX-XXXXXXX.

میڈم اسپیکر: سردار صاحب پلیز آپ اس موضوع کو یہ اس طرح کی باتیں نہیں کریں یہ مناسب نہیں ہے۔
 ... (داخلت) حسن بانو صاحبہ! اُن کو بھی منع کیا ہے ان کو منع کر رہے ہیں۔ حسن بانو صاحبہ! آپ بیٹھ جائیں۔

سردار عبدالرحمن کھنیران: میں اُس سے بات کر رہا تھا خالد نے غلط لے گیانا۔

میڈم اسپیکر: پلیز حسن بانو آپ تشریف رکھیں۔ حسن بانو صاحبہ میں نے اُسی وقت حذف بھی کرادیا اور بھا بھی دیا آپ تشریف رکھیں آپ مجھے address اس طرح نہیں کر سکتی ہیں آپ تشریف رکھیں۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھنیران: میں ایجوکیشن کمیشن پر بات کر رہا تھا۔ ڈاکٹر مالک کی گرفتاری یعنی غرفے لے کر کے آئی کہ کرپشن ختم کریں گے ہم نے ایجوکیشن اور ہیلتھ کی بات کی اُس کا XX کیا، تباہ ہو گیا اُس کا نظام سارا۔ میں ابھی اس پر آگے میں پوائنٹ آف آرڈر پر اس کا جو وہ XX ہے وہ میں property of the House بناوں گا کہ انہوں نے کیا حشر کیا ہے۔ باقی خالد خان نے کہا ”کہ ڈاکٹر“، ڈاکٹر کے ساتھ میری ذاتی کوئی دشمنی نہیں اور نہ خالد جان کے ساتھ میری کوئی دشمنی ہے۔ ہم پارلیمان بھی جانتے ہیں اور کرنا بھی جانتے ہیں ہمارے ساتھ بھی ہوئی ہیں ہم نے بھی کی ہیں۔ وہ مسئلہ نہیں ہے کسی کو ہمیں صبر دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ ذاتی طور پر کون دشمن ہے کون دوست ہے وہ ہر ایک کا کھاتہ کھلا ہوا ہے ہر ایک کھاتے میں کتنا حساب ہے وہ انگلیوں پر ہم گن سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! اس وقت کمیشن پر بات ہو رہی ہے آپ کمیشن پر بات کریں۔
سردار عبدالرحمن کھنیران: میں کمیشن پر بات کر رہا ہوں۔ میں اُن کا جواب دے رہا ہوں خالد خان میرے لیئے بہت قابل احترام ہیں میرے چھوٹے بھائی کی بجائے پر ہے۔

میڈم اسپیکر: حسن بانو صاحبہ! آپ بیٹھ کر کے بات نہیں کریں، پلیز آپ بار بار غلط کر رہی ہیں آپ بار بار اس طرح کی باتیں کر رہی ہیں وہ کھڑے ہوئے ہیں آپ پلیز تشریف رکھیں۔ حسن بانو! آپ پلیز تشریف رکھیں۔

مطلوب سارے لوگ ہی اگر اس طرح کے غیر پارلیمانی الفاظ ادا کریں گے تو یہ بڑا مشکل ہو جائے گا۔ پلیز X اور یہ اس کو حذف کیا جائے۔

سردار عبدالرحمن کھنیران: میڈم اسپیکر! اس طرف کو روک لیا کریں ہم غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کرتے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! میں نے اُسی وقت ان کو روکا اور ان کو حذف بھی کروادیئے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھنیران: نہیں نہیں، خالد خان بہت جوش میں آ گیا۔

میڈم اسپیکر: حُسن بانو صاحبہ آپ بار بار کھڑی ہو رہی ہیں آپ پلیز تشریف رکھیں پلیز۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ آپ خاتون ہو کر کے اس بحث کو آگے نہیں بڑھائیں پلیز۔ کچھ روایات بھی ہیں آپ لوگوں کی۔

جی سردار صاحب آپ پلیز اس پر بات کریں۔

سردار عبدالرحمن کھنیران: تو میڈم اسپیکر! مجید خان جو لائے ہیں، ایجوکیشن کمیشن کا، ہم اس قرارداد کو support کرتے ہیں۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ شاید مجید خان نے کام کیا ہے تو اس میں یا تو ایجوکیشن کمیشن جو ہے اس کے حوالے کریں وہ اس پر کام کریں۔ plus انہوں نے ایک نام لیا ہے آگاٹل پتہ نہیں کیا وہ جو QESCO والا تھا۔ اچھا وہ اس کی بیوی ہے۔ روشن خورشید بروچ کی بہن ہے میرے خیال میں ہاں میں اس کو جانتا ہوں۔ قرارداد پر مجید خان! ہم آپ کو support کرتے ہیں۔ اس پر ہاؤس کی کمیٹی بھی چاہئے۔ میڈم اسپیکر! اور اس میں یہ جو پنچاب کا ہے اور ہماری جو کچھ suggestion ہے اس میں۔ ایجوکیشن تباہ ہے اس وقت بھی تباہ ہے۔ میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کرتا ہوں کہ بالکل ہی تباہ حال ہے۔ کچھلے ڈاکٹر مالک کے دوار میں اپنے لوگوں کو نوازا گیا چاہے وہ کسی بھی صورت میں تھا، نوازا گیا۔ میرے پاس ہیں documents کی صورت میں۔ میں property of the House بناؤں گا کہ یہ حشر ہے ہم اس کو support کریں آگے چلیں جی۔

میڈم اسپیکر: جی جمالی صاحب! آپ پلیز۔ جمالی صاحب نے پہلے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جمالی صاحب بات کر لیں پھر ڈاکٹر صاحب آپ کو میں موقع دیتی ہوں جی جمالی صاحب جی۔ اور جو بات پہلے ہو چکی ہے پلیز اس پر بات نہ کریں تو بہتر ہے۔ حسن بانو صاحبہ! آپ جس طرح behave کر رہی ہیں اس طرح آپ نہ کریں، اسمبلی کے کچھ رونز ہیں۔ پلیز مجھے سخت فیصلے پر مجبور نہیں کریں۔

میر جان محمد خان جمالی: میڈم! تھوڑا سا صبر اور حوصلے سے۔ میری گزارش ہے سب اراکین سے سب میرے

بھائی ہیں اکثر عمر میں کم ہیں اور پارلیمنٹی حساب سے بھی جو نیز ہیں۔ وہ جو ہمارے آداب و تہذیب اپنے صوبے کی پلیز آپ اُس کو برقرار رکھیں۔ کوئی talk show نہیں ہو رہا ہے یہاں تی وی چینل پر کہ بد مزگی پیدا ہو۔ جو آپ نے بات کرنی ہے عزت کے دائرے میں رہتے ہوئے، ہر طرف یہ میں گزارش کرتا ہوں۔ عزت کے دائرے میں رہتے ہوئے الفاظ کا چیز، بات کرنے کے انداز کو پانائیں۔ آپ اپنی اسمبلی کی عزت اور وقار کا خیال کریں یہ میری گزارش ہے۔ یہ ایجوکیشن کمیشن کا مجید خان کا بڑا timely ہے اور اس پر کام بھی کرنا ہے۔ خوش قسمتی سے یہ آپ کی ایجوکیشن کی کمیٹی ہے اس کے حوالے کریں اور اس کو refine کر دیں۔ اور ضرور دیں کہ اتنے دنوں میں یہ رپورٹ Floor of the House پر آئی چاہئے۔ کیونکہ آپ سب جانتے ہیں میرے سے بہتر کہ ایجوکیشن مستقبل ہوتی ہے ہر صوبے کی ہر قوم کی اس کو بڑی باریک بنی سے اور سمجھداری کے ساتھ input لیکر ایجوکیشن کمیشن کے بارے میں اسلام آباد سے بھی لے لیں۔ پنجاب سے بھی، سندھ سے بھی اور KP سے بھی۔ پھر اس کو کریں۔ لیکن cut off date ضرور دیں۔ ایسا نہیں ہے کہ مجید خان کی یہ آئی ہوئی resolution پتہ چلے 6 میئنے ہو گئے، ہماری اسمبلی برخواست ہو رہی ہے ڈیڑھ میئنے سے اسمبلی کی کمیٹی کام کر رہی ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ میرے خیال میں کمیشن پر کام کر رہے ہیں۔ جی۔

جناب عبدالجید خان اچھری: میڈم اسپیکر! ہمارے جمالی صاحب کہہ رہے ہیں جو کمیٹی ہم بانا چاہتے ہیں اس میں یہ کمیٹی بھی ہوگی plus اُس میں ممبران بھی ہوں گے۔ جو suggestion جہاں سے بھی آئے گی اچھی suggestion اس پر ہم کام کر رہے ہیں، ایک ڈیڑھ میئنے سے کام کر رہے ہیں۔ سب کو بلائیں گے جو اس میں reforms ہم کرنا چاہتے ہیں اس میں سب involve ہوں گی۔ خالی اسمبلی کی ایجوکیشن کمیٹی نہیں باقی experts کو بھی ہم نے لینا ہے۔ اس میں جو amendment ہم نے کرنی ہیں وہ بھی کریں گے۔ پھر اس کو اسمبلی میں لائیں گے۔

میڈم اسپیکر: جی جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: اچھا کیا مجید خان نے explain کر دی میڈم۔ تو میرا صرف یہ ہے کہ بالکل صحیح ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ایوان سے اس کو جلد آپ لے آئیں Floor of the House پر approach اس کو پاس کریں۔ آپ کا ذاتی interest بھی ایجوکیشن پر رہا ہے۔ ادھر جتنے بھائی، بہن، دوست بیٹھے ہیں سب کا interest ایجوکیشن میں ہے۔ کوئی ایجوکیشن کو پیچھے نہیں کر سکتا۔ تو یہ بہت اچھی کاوش ہے اس کو

support کرتے ہیں۔ لیکن cut off date دیں کہ اس تاریخ تک یہ سب کچھ پیش ہوا اسمبلی میں اُس کو قانونی شکل دے دی جائے یہ میری گزارش ہے۔ بہت شکریہ۔

میدم اپسیکر: ٹھیک ہے شاہدہ رووف صاحب!

محترمہ شاہدہ رووف: جی کمیشن کے بارے میں جو مجید صاحب نے clear کر دیا ہے۔ اور میری گزارش آپ سے یہی تھی میں اس پر بولنا چاہتی تھی۔ کیونکہ ہماری استینڈنگ کمیٹیز ہیں اسمبلی کی۔ آپ کے اپنے علم میں بھی ہے کہ ہم اس سے بایکاٹ پر ہیں۔ تو میں یہی چاہ رہی تھی اگر آپ اس پر اپیشن ہاؤس کی کمیٹی بناتی ہے کیونکہ بحثیت اپوزیشن ہمارے جو concern ہوں گے جو ہماری suggestions ہوں گی ہم بھی چاہتے ہیں کہ وہ اس کا حصہ بنیں۔ اگر ایک ایسی کمیٹی آپ کے اُس پر بنائی جاتی ہے، جس میں اپوزیشن کو بھی شامل کیا جائے، جو لوگ concern ہیں، ان تمام کی suggestions بھی لی جائیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک کمیشن کو بہتر بنانے کے لیے ظاہر ہے جتنے ذہن ہیں اُتنی ہی اچھی چیزیں آپ کے پاس آئیں گی۔ تو اس کو limited ہیں رکھا جائے۔ جو جو لوگ اپنی جمع کروانا چاہتے ہیں یا اس کا حصہ بننا چاہئے کمیشن کا، تو ان کو welcome کیا جائے۔ اسی طرح ہیاتہ کمیشن کا بھی ہے کیونکہ مجید صاحب سے بھی گزارش ہے اگر وہ اس پر کام کر رہے ہیں I really appreciate his efforts کہ وہ اس طرف چلے ہیں۔ تو اس میں میرا جو input ہو گی اُس کو بھی please consider ضرور کیا جائے گا۔

thank you

میدم اپسیکر: جی مجید خان صاحب!

جناب عبدالجید خان اچھزئی: میدم اپسیکر! اسمیں میں ایک چیز کی وضاحت کر دوں کہ کمیشن جو ہم بنا رہے ہیں سب کو بلا کیں گے سب مل بیٹھ کر کام کریں گے۔ اپوزیشن اور ٹریئزری پنچھر کا اسمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے ہم نے اچھا کمیشن بنانا ہے۔ اور وہ تین صوبوں میں جو یہ کمیشن کام کر رہے ہیں اُسمیں بھی ہم نے amendment کرنی ہے کہ ہم اپنے صوبے میں کیسے لا گو کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

میدم اپسیکر: جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ۔ قرارداد کو تو میں support کرتا ہوں۔ لیکن میں ایک چیز کی تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں۔ میں بالکل انتہائی شریف آدمی ہوں۔ میں ہر انسان کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن میں بہت بڑا committed انسان ہوں سیاسی طور پر۔ میں سیاسی طور پر میری history ہی ہے کہ میں جب سے student رہا ہوں۔ سردار صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ میں اُس وقت بارکھاں میں کام کر رہا تھا جب

آپ سرکاری ملازم تھے۔ اور آپ کی فیلمی میرے لیے انتہائی قابل احترام تھی میں ان کے پاس جاتا تھا۔ اور جب میں منستر رہا ہوں تو دس دس دن تک میں بارکھان میں رہا ہوں۔ اور میں نے بہت سخت حالات میں بارکھان میں کام کیتے ہیں۔ باقی ڈیڑھ سال میں میں نے کیا کام کیا ہے کیا نہیں کیا ہے۔ Now it is a part of history. بلوچستان کے عوام کو پتہ ہے بلوچستان کے لوگوں کو پتہ ہے۔ ہربات پر ”ڈاکٹر مالک، ڈاکٹر مالک“ یہ مناسب نہیں ہے۔ جواب میں بھی دے سکتا ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ یہاں اس کا ایک ڈیکورم ہونا چاہیئے ہم اس ڈیکورم کا خیال رکھتے ہیں نہیں تو یہاں کافی الزامات لگائے گئے ہیں اُن الزامات میں کیا ہوا، اس کو history ثابت کر رہی ہے۔ پچھلے دنوں ریکوڈ ک پر کیا ہوا تمام دوست بیٹھے ہوئے تھے ایک بہت بڑے سیمینار میں۔ زمرک خان چلا گیا ہے وہ میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ توجہ کہا کہ ریکوڈ ک پر کرپشن ہوئی ہے تو میں نے سوال پوچھا کہ ریکوڈ ک پر کب کرپشن ہوئی ہے اُس نے کہا گوداR 2013ء سے پہلے۔ تو میں نے کہا 2013ء سے پہلے زمرک خان! میں تو نہیں تھا۔ لینڈ پر کرپشن ہوئی ہے یا بیڈی ڈی اے میں کرپشن ہوئی ہے۔ تو ہم ان چیزوں کو پوچھنکی لیتے ہیں۔ میں، سردار صاحب ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ ایجوکیشن پر اگر اُس کو بات کرنا ہے، تو ایک دن رکھیں، سردار صاحب! اس پر بات کریں گے۔ آپ کے سوالات کے بھی جواب دیں گے۔ ہم نے کون سا اُس کو curb کیا ہے تمہارے دور میں کیا ہوا تھا۔ یہ تمام چیزیں باقاعدہ ہوں تو بہتر ہے۔ بجائے یہ کہ ہر انسان آپ اُٹھتے ہیں ”کہ مالک نے یہ کیا ہے۔“ پھر definitely ادھر سے ایک اُٹھے گا ”کہ جے یو آئی نے کیا کیا ہے“۔ تو اس سے بد مرگی ہوگی۔ میری یہی گزارش ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you آپ اس قرارداد پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میں اس کو سپورٹ کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: میں ڈاکٹر صاحب کی اس بات کو appreciate کروں گا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس پر ایک دن رکھ لیں۔ کہ اُس نے مجھے تم کر کے کہا ”کہ تمہارے دور میں کیا ہوا“۔ میں کہتا ہوں کہ تمہارے دور میں کیا ہوا کہ جو تم منشیر تھے ایجوکیشن کے تو جو SST بھرتی کیتے۔ وہ رکھ دیں ایک دن۔

میڈم اسپیکر: انہوں نے تو ایک تجویز پیش کر دی، ابھی آپ لوگ بہتر جانتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: ہاں آپ رکھ دیں ایک دن۔ باقی یہ کہہ رہے ہیں کہ بارکھان میں بڑے کام کیے ہیں اس نے، اسٹوڈنٹ لائف میں بھی آیا۔ میں سرکاری ملازم تھا مجھے اس پر فخر ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچھزئی: جناب اپسیکر! یہ اسمبلی دو بندوں کے لیے نہیں ہے۔ یہ سارے ہاؤس کے لیے بنائی گئی ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: جی جی ڈاکٹر صاحب! آپ کے لیے بھی ہے۔

میڈم اپسیکر: میڈم اپسیکر! آپ نے help کی ہماری۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میں سرکاری ملازم رہا میڈم اپسیکر! اس میں مجھے فخر ہے۔۔۔ (مداخلت)

میڈم اپسیکر: point ہے ڈاکٹر صاحب اور میں یہ چاہ رہی ہوں کیونکہ آپ بڑے ہیں آپ ہم سے سینئر پارلیمنٹریں ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میں متوسط طبقے سے تعلق رکھتا ہوں اُس پر بھی مجھے فخر ہے۔

میڈم اپسیکر: سردار صاحب! ضروری نہیں ہے کہ ہر بات کا جواب دیا جائے۔ ایک proposal آیا ہے۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: اور جو کہتے ہیں کہ ہم متوسط طبقے سے تھے اس وقت ان کی لاکف اسٹینڈرڈ کیا ہے وہ بھی دنیا کو پتہ ہے، ایک دن رکھیں ایجکیشن پر میں بھی منستر رہا ہوں یہ بھی منستر رہا ہے یہ چیف منستر رہا ہے میں اس کو بتاؤں گا کہ کیا ہوا ہے۔

میڈم اپسیکر: personal نہیں ہوں دیکھیں میں تمام ممبر ان سے گزارش کروں گی۔ خالد لانگو صاحب! ایک منٹ please آپ تشریف رکھیں۔ میں اجازت ابھی کسی کو نہیں دوں گی۔ ابھی کوئی بھی کوئی personal جو ہے ایک دوسرے کے لئے۔ یہ دیکھیں آپ لوگوں کہتے ہیں کہ جی یہ چیز نہیں ہے۔ عملدرآمد کرنے والا کون ہے، آپ ممبر زی ہیں۔ میں اجازت دیتی نہیں ہوں آپ خود سے کھڑے ہو کر بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہر ایک نے ہر بات کا جواب دینا ضروری سمجھا ہوا ہے۔ please میں آپ سے request کرو گی میں کوئی تختی نہیں کرنا چاہتی۔ اپسیکر کے بڑے اختیارات ہیں۔ ایک ممبر ہے وہ بیٹھ کے بول رہا ہے۔ ایک ہے comment دے رہا ہے۔ آپ لوگوں کو بھی بہتر ہے کہ آپ لوگ جو rules مجھے بتا رہے ہوتے ہیں آپ وہ کتاب خود پڑھ لیں کہ اُس میں کیا ہے۔ بہتر یہ ہے ڈاکٹر صاحب نے جیسے کہا میں آپ لوگوں کو بیٹھ کے بہت سے ممبرز سے جو نیز ہوں۔ لیکن میں یہ کوئی کہ آپ لوگ پلیز personal comments مت دیں۔ بیٹھ آپ آپ ممبر زی ہیں آپ لوگوں کے مسائل کے لیے یہاں آئے ہیں لوگوں کے مسائل آپ یہاں پر ضرور discuss کریں۔ آپ ان کو سامنے لائیں اور جو چیز ہے لیکن میں personal comments کی مزید اجازت نہیں دوں گی کہ یہاں سے کھڑا ہو رہا ہے جیسے

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ دلوگوں کے اور پھر اس کے بعد comments کا سلسلہ جاری ہے۔ It is not like this, this should not be like this. کیونکہ ہم اسمبلی ممبر ان یہیں ہمارا ایک ڈیکورم ہے اس اسمبلی کا ایک ڈیکورم ہے۔ اور آپ ایک proposal، ٹھیک ہے اُس پر بیٹھ کے جو بھی بات کرنا چاہے گا اُس پر ہم ضرور کر سکتے۔ اب اس قرارداد پر کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو please۔ تین صاحب یا کوئی بھی جو بھی اگر اس قرارداد پر یہ اسمبلی میں لہڑی صاحب! آپ اس قرارداد پر بات کرنا چاہتی ہیں تو پلیز۔

بہت بہت شکر یہ میڈم اسپیکر۔ سب سے پہلے تو یہ کہ یہ جو قرارداد اپیش ہوئی ہے اس کی میں حمایت کرتی ہوں۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ ایجوکیشن کے حوالے سے ہمارے دور حکومت میں جو کام ہوا ہے، یہ قرارداد اور یہ ایجوکیشن کمیشن کا بننا انہی کاموں کے تسلسل کا ایک نتیجہ ہے۔ کہ ہم coallition partners یہ سمجھے ہیں اور ہماری understanding ڈویلپ ہوئی ہے کہ جو بھی اس سیکٹر میں، چونکہ ایجوکیشن بہت بڑا سیکٹر ہے اور اس میں شروع سے بجٹ کی allocation سے لے کر عملی اقدامات تک جو ہم نے کام کیا ہے پورے بلوچستان میں، ہم نے پورے ایجوکیشن کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ اس میں اگر آج وہ بحیثیت گورنمنٹ کے ہم گھوست ملازمین کے گھوست اسکولوں کی openly بات کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم بلوچستان کے عوام کے ساتھ ایجوکیشن کے سسٹم کو بہتر بنانے کا ساتھ مختص ہیں۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ سہرا ڈاکٹر مالک صاحب کو ضرور جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ میرے پارٹی کے لیڈر ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایجوکیشن کے حوالے سے جو کام کیا گیا ہے اور اس سے زیادہ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب سے زیادہ pro education reforms لے کر آئے ہیں system میں۔ میڈم اسپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں نہیں کہتی کہ اس سیکٹر میں گنجائش نہیں ہے، بہت زیادہ گنجائش ہے۔ کیوں کہ جتنا ماضی میں ایجوکیشن کو for-granted کیا گیا۔ جتنا ایجوکیشن کے اداروں کو بتاہ کیا گیا ہم نے start یا zero سے یہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ ہم صرف تقریروں میں یہ practically claim نہیں کرتے یا ہم ایجوکیشن کے دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح سے بلوچستان کے ایجوکیشن کے اندر تبدیلیاں آئی ہیں۔ اور یہ میں سمجھتی ہوں میڈم اسپیکر کمیشن کا بننا ایجوکیشن کے حوالے سے seriousness کا مظاہرہ ہم اس وقت کر سکتے ہیں جب ہم خود وہ مظاہرہ کریں کہ ہم educated لوگ ہیں۔ ہماری باتیں، ہماری حرکات و سکنات، ہماری باتوں کو express کرنے کا style وہ میرے خیال میں pro-education ہو گا۔ تب ہم عوام کی ایجوکیشن کی بہتری کے لیے کام کر سکیں گے۔ otherwise ہم اپنے ڈنڈا ماری والے style سے عوام کو یا لیف نہیں دے سکیں گے۔ اسی طرح سے ہم معزز ایوان کا نام kill کرتے جائیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ

کمیشن بننا بہت زیادہ ایماندارانہ ایک اقدام ہے اور کبھی بھی ہمارے جو پارلیمنٹی لیڈرز ہیں یہ کمیشن بحثیت گورنمنٹ کے ہم بند کمرہ اجلاس میں بیٹھ کے فیصلہ کر سکتے تھے لیکن ہم نہیں کیا۔ یہ ہمارے لیڈرز کا میں صحیح ہوں کہ ان کا بڑا وزن ہے کہ انہوں نے اس کو فلور پر پیش کرنے کا تاکہ اپوزیشن کو موقع ملے اور ہمارے جو باقی ہمدرد ہیں جو opportunity کا سوق رکھتے ہیں ان کو ایک pro education ملے کہ وہ اپنی تجاویز لے کر آجائیں تاکہ ہم اس کمیشن کو بنائیں۔

میڈم اسپیکر: آپ کی کوئی ایسی تجویز کے اور۔

محترمہ یا سمین اہٹی: دیکھیں کہ میں تجویز یہی وہ کر رہی ہوں کہ اس کمیشن کی چونکہ میں خود بھی محرک ہوں، ہم اس کو support کرتے ہیں اور ساتھ ہی میں سلام پیش ضرور کرو گئی ڈاکٹر عبد الملک صاحب کی ایجوکیشن کے حوالے سے پالیسیز، ان کے اقدامات اور ابھی بھی جس مدیرانہ طریقے سے وہ criticism کو وہ سنتے ہیں برداشت کرتے ہیں یہی رویہ ہم سب کا ہو گا تب ہم بلوچستان کے ایجوکیشن سسٹم کے اندر انقلاب لے کر آسکیں گے۔

thank you

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ!

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: thank you Madam Speaker. جس کی میں خود ہی محرک ہوں، میں اس کو support کرتی ہوں لیکن یہاں آپ کے توسط سے گزارش یہ کرنا چاہو گی کہ تینوں صوبوں میں کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے انہوں نے کہا تک کام کیا ہے اُس کی input کیا ہے اور وہ کتنا successful رہا ہے۔ اور یہاں میں کہنا چاہو گی کہ آپ ہی نے ڈاکٹر مالک نے کہ کمیشن بن جاتا ہے تو یہ کہیں ہوتا تھی کیس پاس ہو جاتی ہیں اسمبلی سے جہاں implement کرنے کا جب ڈیپارٹمنٹ میں جاتا ہے تو یہ کہیں ہوتا نہیں ہے۔ اب جس طرح ڈاکٹر مالک صاحب نے شاید آپ نے اس تحریک التواجوہ ڈیپارٹمنٹ میں پڑی ہوئی ہے، ڈاکٹر مالک کو چیئرمین بنایا ہوا ہے تو انہوں نے کمیٹی کے ممبر ان کو دیکھنا ہے کہ کیا یہ کمیشن بننے کے بعد یہ بھی چھپلے کمیشنوں کی طرح رذی کی ٹوکری میں چلا جائے گا نہ رائی suggestion یہ دینا چاہو گئی کہ جو تین کمیشنر صوبوں میں بننے ہیں یہ کہنا چاہو گی کہ ان کی input ہمیں اسمبلی کو بتایا جائے کہ تتنی successful رہے ہیں لیکن ہمیں آپ brief کر دیں تو بڑی مہربانی

thank you very much

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! اس وقت ممبر زے بھی کہہ دوں کہ اس وقت تغییل کے اوپر بات ہو رہی ہے انشاء اللہ سب کی وہ جیسے مجیداً چکری صاحب نے اپنی admissibility پر کہا کہ تمام ممبرز اس کے part ہوں گے

اور اس سے ہم تباویز لینگے اس وقت ہم principally یعنی قرارداد میں یہ لائے ہیں کہ تشکیل ہونا چاہیے کہ نہیں ہونا چاہیے۔ this is the main وجہ ہے۔ طاہر محمود خان!

جناب طاہر محمود خان: شکریہ میڈم اسپیکر سب سے پہلے توجہ حوزتی تھی ہوئی یہاں، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جو روایات ہیں اُس حوالے سے ایک دوسرے پر انعام تراشی کرنا میں سمجھتا ہوں کہ بڑی افسوساً کی بات ہے۔ لیکن بہر حال ہوتا ہے ایسے کاموں میں۔ تو بات آئی ہے تو میں خود محرک ہوں اس میں اور میں ایجوکیشن منسٹر بھی رہا ہوں۔ تو میرے خیال میں جو مجدد خان نے اس پر محنت کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بہت پہلے آنا چاہیے تھا۔ لیکن بدقتی ہماری یہ ہے کہ جب ہم سمجھتے ہیں کہ اب پلوں سے پانی گز رکیا ہے تو ہم ایسی قرارداد میں پیش کرتے ہیں۔ تو یہاں میں ان کی قرارداد کی حمایت بھی کروں گا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا میں ان کے ساتھ مدد بھی کروں گا اور جو بھی کوشش ہوگی میں ان کے ساتھ ہوں۔

میڈم اسپیکر: thank you۔ حی حسن بانو صاحبہ قرارداد پر۔

محترمہ حسن بانور خشانی: میڈم اسپیکر! میں نے ابھی یہی سوچا تھا کہ اگر آپ مجھے موقع نہیں دینگی تو پھر یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

میڈم اسپیکر: دیکھیں سب نہیں بول سکتے ہر ایک کی باری پر میں موقع دوں گی آپ کو، آپ اسپیکر کے جوان کا prerogative اس پر آپ بات نہیں کر سکتے آپ قرارداد پر بات کریں۔

محترمہ حسن بانور خشانی: یہاں بیٹھنے والے سارے گواہ ہیں کہ سب سے پہلے میں نے ہاتھ کھڑا کیا تھا۔ خیر رات گئی سوبات گئی۔ قرارداد کے حوالے سے میں یہ بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ قرارداد جو آپ لوگوں نے یہاں پیش کی تو سب سے پہلے جو آج کی situation کے مطابق میں ایک ہی جملہ کہوں گی کہ با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔ ابھی ایجوکیشن کے حوالے سے جو چیز یہاں بات کی کہ مختلف ارکین کی طرف سے جو باقی آئی ہیں۔ بعض تو یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف ایک ہی فرد واحد کی وجہ سے اگر وہ نہ ہوتا تو شاید ایجوکیشن آگے بڑھ نہیں پاتی۔ فرد واحد یعنی یہاں دو تین سال صرف فرد واحد پر چل رہی ہے۔ یہ قرارداد ہی ہے بھائی جان میری قرارداد ہی ہے بات تو کرنے دیں نا آپ لوگ۔ فرد واحد اور سب سے پہلے میں آج کہوں گی کہ ایجوکیشن فرد واحد کی محتاج نہیں ہے۔ یہم سب اس کو لے کر چلیں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ اسمبلی فلور پر بات مردانگی کیا اور یہ فلور صرف۔۔۔

میڈم اسپیکر: میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دوں گی، you will talk only قرارداد آپ please میں نے آپ سے کہا کہ میں آپ کو اجازت نہیں دوں گی۔ آپ قرارداد پر بات کر رہے ہیں تو آپ کر سکتے ہیں۔

محترمہ حسن بانور خشنا: میں صرف یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ یہ فلور صرف مردوں کا نہیں عورتوں کا بھی ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے لیکن وہ بات بالکل غلط بات ہوئی ہے۔ آپ اُس پر بات نہ کریں please

محترمہ حسن بانور خشنا: یہ فلور عورتوں کا بھی ہے اور لفظ مرد انگی کی ہے۔ ان کو کسی اور بات پر غصہ ہے انہوں نے غصہ تم پر اتنا رہے۔

میڈم اسپیکر: آپ please اپنے subject میں رہیں۔ حسن بانوں صاحبہ! میں آپ کا مائیک بند کر دوں گی آپ اس موضوع پر بات نہ کریں please، وہ بات ہو گئی ہے۔ آپ بار بار اس issue پر لارہے ہیں۔ آپ پر کیا بات ہوئی ہے ایک ایسی sensitive بات ہوئی ہے آپ اُس کو بار بار issue بنا رہی ہیں۔ please حسن بانو صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔ حسن بانو صاحبہ کا مائیک بند۔ please میں پھر آپ کو اس پر آپ please قرارداد پر ضرور اپنی اچھی تجاویز دیں۔ دیکھے ایک چیز ختم ہو گئی ہے آپ دوبارہ اس issue کو اٹھا رہی ہیں please۔

محترمہ حسن بانور خشنا: آپ کی باتیں سر آنکھوں پر لیکن آپ بھی پھر انصاف کا تقاضا برقرار رکھیں۔ جب کسی پر attack ہوتا ہے تو۔۔۔

میڈم اسپیکر: وہ بات وہاں ہو گئی سب نے اپنے طور پر کہہ دیا۔ انہوں نے سردار صاحب کو بھی موقع دیا انہوں نے جواب دیا۔

محرمه حسن بانور خشنا: ایجو یکشن پر اب کیا مورڈ ہی سارا برد ہو گیا ایجو یکشن پر بندہ اب کیا بولے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی شاہدہ رووف نے جو کمیٹی کے حوالوں سے جو بات کی کہ یہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس میں نہ ہم بائیکاٹ پر ہیں کمیشن پر جب بھی آپ کوئی کمیشن بنائیں اُس میں ہمیں بولا جائے تو کمیٹی سے ہٹ کر ایک دو جلاس رکھیں تاکہ ہم بھی جاہل لوگ ہیں ہم لوگ پڑھے لکھے لوگ نہیں ہم سے شاید کوئی ایک آدھ تجاویز نکل سکے۔ جو حکومت کے لیے فائدہ مند ثابت ہو you thank

میڈم اسپیکر: نہیں آپ کی بڑی اچھی تجاویز ہوتی ہیں۔ آپ اپنے آپ کو جاہل نہ کہیں۔ جی سمنیہ خان صاحبہ!

محترمہ سمنیہ خان: Thank you Madam Speaker قرارداد نمبر 111 بہت اہمیت کی حامل ہے، میں بھی اسے support کرتی ہوں۔ کمیشن میرا خیال میں صرف ایجو یکشن کا نہیں اس فلور پر کئی بار بات ہو چکی ہے۔ child protection commission کی بھی ضرورت ہے، اسی طرح اور بھی اداروں میں، لیکن جو کام اب تک ہمارے ہاتھوں میں آیا ہے اسے ہم کتنا لے کر آگے گئے ہیں؟۔ یہ بھی واقعی جیسے میڈم رقیہ نے بات کی لیکن یہاں آپ کہہ رہی ہے کہ قرارداد کے حوالے سے بات کریں۔ کمیشن کے قیام کو بالکل یقینی بنا ناچاہے یہاں

اور اس میں کونسلنگ کی ضرورت ہے۔ میرا خیال میں یہ تین صاحبہ نے جو ڈاکٹر مالک کو appreciate کیا یہاں میں بھی کروگی بالکل انہوں نے پیش کوششیں کی ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں جب رضا برٹچ صاحب کو ایجوکیشن دیا گیا تو ایک advisory کی حیثیت سے دیا گیا جو کہ وہ بے اختیار تھے۔ حالانکہ میں میدم راحیلہ کیونکہ میں ایجوکیشن کمیٹی کی چیئرمین بھی ہوں۔ میں اس حوالے سے بھی بات کروگی۔ رضا برٹچ صاحب کو کوئی اختیار نہیں تھا صرف ڈاکٹر مالک صاحب تبدیلی نہیں لاسکتے تھے۔ تبدیلی ایک ٹائم کی صورت میں آتی ہے۔ ڈاکٹر مالک صاحب نے کوشش ضرور کی لیکن وہ اپنی ایک دوپائیسی مجھے یہاں بتا دیں جو رہی ہو یا انہوں نے successfully adopted کیا ہو۔ رضا برٹچ صاحب کے بعد بھی زیارت وال صاحب کے پاس ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ آتا ہے۔ میں کسی پر تقدیم نہیں کروگی لیکن زیارت وال صاحب کے پہلے جو ڈیپارٹمنٹ تھا اس میں انہوں نے کتنی چار چاند لگا دیے۔ جو بھی ایجوکیشن میں لگائیں گے۔ کمیٹی کی رپورٹ آٹھ مہینوں سے pending ہے۔ کیوں ہے؟ کتنے مہینے ہوئے زیارت وال صاحب کو آئے ہوئے، یہ رپورٹ مجھے 15 دسمبر کو ملی ہے۔ یہ رپورٹ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے مجھے لچکی ہے، جو میرا کام تھا وہ مجھے مل چکی ہے، اس کے بعد اسمبلی نے اسے فروری میں تیار کر لیا تھا۔ اور فروری میں ہی زیارت وال صاحب نے takeover کر لیا، کیوں وہ اس کو پیش نہیں ہونے دے رہے ہیں؟ یہاں اسمبلی کے سارے جتنا بھی اسٹاف ہے، ان سے میں کہتی ہوں، میری مینگ بلا، ہم زیارت وال صاحب سے پوچھ کے تباہیں یہاں پر ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے، ہم ممبر نہیں ہیں؟۔ پھر ہمیں کمیٹی کا اختیار ہی نہ دیا جائے ناں یہاں اتنا شور کیا جائے۔

میدم اسپیکر: 7 تاریخ کے لیے محترم رپورٹ آرہی ہے۔

محترمہ شمینہ خان: 7 تاریخ کے لیے پھر بھی میرا استحقاق ہوا ہے، میں privilege motion میں لارہی تھی۔ وہ کیوں reject کیا گیا، وہ بھی زیارت وال صاحب کے کہنے پر وک دیا گیا۔ مجھے اختیار تھا، 7 مہینے بعد میری رپورٹ آرہی ہے۔

میدم اسپیکر: آپ کی privilege motion میرے تک نہیں آئی۔

محترمہ شمینہ خان: کیسے نہیں آئی آپ کے سیکرٹری کو جمع کروائی تھی۔

میدم اسپیکر: آپ چیئرمین میں آکے بات کریں۔ آپ کی privilege motion میرے تک نہیں آئی۔

محترمہ شمینہ خان: میدم اسپیکر! بالکل اس پر ہونی چاہئے، لیکن میں کہتی ہوں کہ کونسلنگ کی ضرورت ہے، کمیٹی کے علاوہ بھی جو ہمارے law and order related burning issues ہیں چاہئے وہ ہی لڑھے۔

یہاں ایجوکیشن کے ہیں، اس پر میرا خیال ہے اجلاس سے ہٹ کے بھی ہمیں کوئی دن رکھنا چاہئے، اس پر کونسلنگ ہونی چاہیئے۔

میڈم اسپیکر: پچھلے سیشن میں بھی ایک ایک دن پورا کھا تھا۔ ایجوکیشن کے لیے ہیئت کے لیے سب کے لیے اور اس میں بہت سے ممبر زیبھی نہیں آئے۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم! اس میں مجھے مناسب نہیں لگ رہا کہ میں بار بار اڑھوں۔ لیکن میڈم نے کہا کہ ڈاکٹر مالک کے زمانے میں یہ مشیر بے اختیار تھے۔ I just want to be explain کہ جس دن cabinet نے حلف لیا اُسی شام کو میں نے اپنی تمام powers جو چیف منستر کے پاس ہوتی ہیں۔ وہ میں نے They enjoyed the powers by-notification کو دیا۔ اور میرے ڈھانی سال میں اس میں نہیں تھا کہ میری کوئی ضرورت نہیں تھی، بڑی بڑی صاحب کو۔

سردار رضا محمد بڑی: میں حمایت کرتا ہوں میں بیٹھا ہوں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: آپ کی بڑی مہربانی۔ لیکن میں ایک بات explain کرتا ہوں، میڈم! آپ ایک دن رکھیں، بڑی صاحب بھی ہیں زیارت وال صاحب بھی ہیں میں بھی ہوں، جو basic reforms کریں آیا وہ ثبت اثرات ایجوکیشن میں شروع کئے تھے وہ ہم پارلیمنٹ کے سامنے رکھیں گے آپ اس پر debate کریں آیا وہ ثبت اثرات تھے یا نہیں۔ لیکن ایک چیز ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ جی اختیارات کسی کو نہیں تھے۔ بڑی صاحب میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، خالد صاحب تھے، دو تین اور بندے۔ تو اس رات بابت صاحب میرے پاس آئے انہوں نے کہا کہ جی میں نے کہا میں آپ کو بے اختیار مشیر نہیں رکھوں گا۔ میں صرف آپ کو یاد لانا چاہتا ہوں کہ اس پورے ڈھانی سال میں میرے مشیروں نے، وزیر کے اختیارات استعمال کئے آپ کو پتہ نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے you thank you اس قرارداد پر میرے خیال میں سب نے بات کر لی۔ جی و لمب جان برکت صاحب!

جناب ولیم جان برکت: شکر یہ میڈم اسپیکر۔ سب سے پہلے تو میں قرارداد نمبر 111 پیش کرنے والے تمام محکمین کو دول کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن پر یہاں کئی بار بحث ہوئی۔ میں نے ذاتی طور پر بھی کئی points پر خصوصاً literature کے بارے میں اور جو ہماری بات چیت ہم نے یہاں پیش کی، اس کمیشن کے بننے سے کم از کم یہ بھی ایک ہمیں سہولت ملے گی کہ ایسے تمام literature جو اٹھا رہوں تریم کے بعد، یہ ہمارے right ہے ہمارے صوبے کا کہ ہم اپنے curriculum میں تبدیلی لائیں

اور جو بھی ہمارا سلسلہ اس میں ہم ایسا معاواد اس کو نکال کر اسکو بہتر کریں۔ liberal minorities، معاواد لا میں، اس میں شامل کریں، ان کے جو مسائل ہیں۔ وہ سب اس ایجوکیشن کمیشن کی وجہ سے، اس کو حل کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔ اس لیے ہم اس اقدام کی پھر پور حمایت کرتے ہیں۔ بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: اچھا! ابھی مجید اچکزئی صاحب! چونکہ آپ main-mover ہیں اس میں اور بھی ہیں۔ تو میں، جی سردار صاحب please جی ضرور جی!

سردار رضا محمد بروج: بہت ساری باتیں ہوئی ہیں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب kindly اس قرارداد پر بات کریں۔

سردار رضا محمد بروج: میں اس قرارداد پر بات کروں گا، سب سے پہلے تو thank you very much میڈم! سب سے پہلے تو میں شکر یہ ادا کرتا ہوں آپ کا اور ان لوگوں کا جو ایجوکیشن کے حوالے سے بات کی اپنا concern show کیا جی۔ no-doubt کہ ایجوکیشن کی بہتری کے لیے کمیشن کا آنا ضروری ہے جی اس طرح ہیئتھ کے سیکٹر میں بھی اگر کمیشن بنتا ہے تو اس کو support کریں گے۔ اور اس کی حقیقتاً ضرورت بھی ہے لیکن صرف یہ نہیں کہا جا سکتا اگر ایجوکیشن کے لیے دو گھنٹے صرف میں بلوں اور دو گھنٹے ڈاکٹر صاحب تب بھی میرا خیال ہے کہم ہے صرف دو آدمی کے لیے۔ ایجوکیشن سیکٹر میں جو کام میں نے کیا تیرہ تیرہ، چودہ گھنٹے ایک جگہ ہم لوگوں بیٹھے میٹنگیں کی ہیں، دو دن متواتر تین دن متواتر ہم لوگ اس سیکٹر پر بات کرتے رہے۔ بلوچستان ایجوکیشن سیکٹر پلان بنائے جی اور بلوچستان واحد وہ صوبہ ہے جس نے پاکستان کے اندر سب سے پہلے بلوچستان ایجوکیشن سیکٹر پلان قائم کیا۔ اور یہ اس گورنمنٹ کا کریڈٹ ہے، کہ جس نے thematic approach تھی ہماری ہم نے تمام

کئے۔ analysis کے لئے analytical approach تھی ہماری۔ کہ کس ایجوکیشن سیکٹر میں کمیاں ہیں، خامیاں ہیں، failures ہیں۔ ہم نے وہ اس سارے عرصہ کا تقریباً 67 سالوں کا پورا ریکارڈ چیک کیا۔ لیکن ہماری بد قسمتی کہ ہم نے بلوچستان کے ایجوکیشن بجٹ میں 25% کا حصہ دیا، اگر اس سے پہلے اس ایجوکیشن سیکٹر میں اتنا بجٹ خرچ ہوتا تو وہ آج کہاں پہنچ چکا ہوتا۔ 67 سالوں میں جتنی کارکردگی ہوئی، وہ شاید کسی کو نظر نہیں آ رہا ہے، کہ جہاں ہمارے 13 لاکھ بچے ہماری وجہ سے 13 لاکھ بچے آج اسکولوں میں enroll ہوئے۔ لیکن ہم ان بچوں کا کیا کریں، جو 18 لاکھ کی تعداد میں ہیں، اور out of school ہیں، ہم ان بچوں کا کیا کریں جس کے مقابلے میں دو بچیاں نہیں آتیں اور ایک بچی اسکول میں آتی ہے۔ ہم اس کا کیا کریں کہ جب ہمارا result نکلتا ہے، 10 سال ہم 13 لاکھ بچوں کو educate کرتے ہیں۔ تقریباً 4 بلین سے زیادہ کا ہمارا خرچ آتا ہے، جو 14 بلین سے زیادہ ہمارا خرچ آتا

ہے، دس سالوں کے بعد جب ہمارے پچے جب pass out ہوتے ہیں تو کیا result آتا ہے ہمارے پاس 66 ہزار پچ میٹرک کے امتحان میں appear ہوتے ہیں۔ ہم 13 لاکھ بچوں کو داخل کرتے ہیں، enroll کرتے ہیں، end of day دس سالوں کے investment کے بعد ہمارے پاس 66 ہزار پچ آتے ہیں اس system کی خامی کس نے دی ہے ہم نے کیا ایجوکیشن سیکریٹری کو الیٹ پر کام نہیں کیا، ہم نے enrollment پر کام نہیں کیا، ہم نے access اور کو الیٹ پر کام نہیں کیا، ہم نے equity پر کام نہیں کیا، ہم نے ٹیچرز کی کام نہیں کیا۔ ہماری گورنمنٹ واحد وہ گورنمنٹ ہے جس نے پہلی مرتبہ تمام اسکولوں کا باقاعدہ سروے کیا ہر پچ ہر اسکول کا ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اپنی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ دیکھ سکتے ہیں، کہ کون سا اسکول کس جگہ ہے اور کتنے ٹیچرز ہیں اور کتنے اسٹوڈنٹس ہیں۔ اس کا کریڈٹ کسی کو نہیں جاتا۔ اگر ہم بولنا چاہیں، میرا خیال ہے دو گھنٹے صرف میں بول سکتا ہوں، اور دو گھنٹے سے زیادہ ڈاکٹر صاحب بول سکتے ہیں۔ یہ میں آج بھی تسلیم کرتا ہوں کہ جو بھی positive ہم نے دی ڈاکٹر صاحب نے اُس کو قبول کیا، صرف میرا بس شاید نہیں چلتا اگر ڈاکٹر صاحب نہیں ہوتے، میری پارٹی نہیں ہوتی، ڈاکٹر صاحب کی پارٹی نہ ہوتی تو شاید ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ میں شکر یہ ادا کرتا ڈاکٹر صاحب کا ان کی پارٹی کا اپنی پارٹی کا کہ ہم نے اس vision سے کام کیا کہ اگر بلوچستان تعلیم یافتہ ہوگا تو ہم ترقی کر سکتے ہیں، اگر ہم امن و امان لانا چاہتے ہیں تو ہم تعلیم کو آگے بڑھائیں۔ میں معافی چاہتا ہوں، لیکن ابھی میں کہتا ہوں ایجوکیشن کمیشن کی ضرورت ہے۔ شاید میں اس میں حق بجانب ہوں کہ میں مجید خان صاحب سے پوچھوں، کہ جہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ کمیشن بنے، وہاں گھوست اسکول نہیں ہیں نہ وہاں گھوست ٹیچرز ہیں وہاں کا result بھی ایسے نہیں جیسے بلوچستان کا ہے، جہاں کمیشن بنے ہوئے اس کا result ہم سے بھی بدتر ہے، سندھ کو دیکھ لیجئے آپ پنجاب کو دیکھ لیں سینٹرل پنجاب میں آپ جا کر کے دیکھ لیں وہاں بھی گھوست اسکولز ہیں گھوست ٹیچرز ہیں۔ میں اس پر نہیں کہتا ہوں۔ ہم اگر کام کریں گے۔ اگر آپ کی commitment ہے ہم بلوچستان کو آگے لے جائیں گے اور تعلیم ہی واحد ذریعہ ہے جس سے ہم آگے جا سکتے ہیں۔ thank you very much

میڈم اپسیکر: ٹھیک ہے۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 111 منظور کی جائے؟۔ قرارداد منظور ہوئی۔

ترین صاحب ای قرارداد ہو جائے پھر آپ کو موقع دیتی ہوں۔ please آپ کا point of order ہے میں آپ کو بعد میں موقع دوں گی۔ پہلے آپ اسمبلی کی کارروائی ہونے دیں، اب یہ دیکھ لیں، لوگ آتے ہیں بات کر کے چلے جاتے ہیں۔ پھر ہمارا مسئلہ بھی ہوتا ہے attendance کا۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین (وزیر بلدیات): میڈم اسپیکر! دومنٹ۔

میڈم اسپیکر: جی لے لیں جی۔

وزیر بلدیات: میڈم اسپیکر! مجھے تو حقیقت میں بڑی مجبوری سے یہ کہنا پڑتا ہے، جیسے کہ ابھی ہروزیرا پنی صفائی پیش کر رہا ہے کہ ہم نے یہ کیا یہ کیا۔ دراصل ہروزیرا ہر ممبر یہ چاہتا ہے کہ وہ عوام کی خدمت کرے۔ لیکن بد قسمتی سے میں اپنے محکمہ کے چیئرمینوں کو بار بار، وہاں مظاہرے ہوئے اور ان سے ہم لوگوں نے بات کی۔ لیکن مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں اپنے محکمہ میں بے اختیار ہوں۔ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ بجٹ بناؤ ہے ہمیں کچھ علم نہیں ہے جہاں transfer ہے ہمیں کچھ علم نہیں، بلدیات دو بندے چلا رہے ہیں، ایک بلدیات سیکرٹری اور ایک چیف سیکرٹری۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں چیئرمین ہمارے پاس آتے ہیں کہ بھی ہمارے بجٹ کیوں نہیں دے رہے ہو؟ مجھے بعد میں پتہ چلا ہے کہ بجٹ کی منظوری ہو چکی ہے، تقسیم ہو چکا ہے، لیکن مجھے علم نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم لوگ کام کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آفیسر شاہی ہمیں آگے جانے نہیں دیتے۔ ہمارے سامنے وہ رکاوٹ ہیں، سب سے پہلے میں اپنے محکمہ کی مثال دے سکتا ہوں، جس وزیر کو اپنا بجٹ کا علم نہیں ہو، جس وزیر کو اپنے محکمہ میں transfer کا علم نہیں ہو، ہم نے دو سال سے بڑی افسوس کی بات ہے، کہ ایک 17 گریڈ کا بندہ 19 گریڈ کی پوسٹ پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور دو سال سے ہم نے یہ کھا ہوا ہے کہ اس کو یہاں سے ہٹایا جائے، لیکن اس کو نہیں ہٹایا گیا، یہ کون سا قانون ہے، 17 گریڈ کا بندہ 19 گریڈ کی پوسٹ پر بیٹھا ہوا ہے؟ نہ سیکرٹری مان رہا ہے نہ چیف سیکرٹری مان رہا ہے۔ لہذا میں اپنی تقریر باقی اگر اس پر عمل ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ آخری تقریر کر کے ساری چیزیں open کروں گا۔ کہ یہ کیوں ہو رہا ہے اور اس میں کیا کیا ہو رہا ہے، جناب اسپیکر صاحب! میں اس اسلامی سے بائی کاٹ کرتا ہوں، جب تک کہ صحیح نظام نہیں آجائے، وزیروں کو صحیح اختیار نہیں دیا جائے، ممبروں کے تحفظات دُور نہیں کئے جائیں، یہ حکومت آفیسر شاہی چلے، یہ عوامی نمائندوں کو سپرد کیا جائے، thank you.

میڈم اسپیکر: بائی کاٹ تو نہ کریں آپ sitting government میں ہیں۔

ڈاکٹر عبد المالک بلوچ: گورنمنٹ ہماری ہے، ہم سب اس کا حصہ ہیں، ہم بیٹھ کے آپس میں بات کر سکتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی بات کر سکتے ہیں، میرا خیال میں اور دو دوست جائیں، مجید خان صاحب! آپ جائیں سردار صاحب!

میڈم اسپیکر: جی عارفہ صدیق صاحب آپ اس قرارداد پر بول رہی ہیں، point of order پر پہلے میں یہ قرار دوں گا کہ موقع دیتی ہوں۔ سردار صاحب کو منا کے لے آئیں please

میدم اسپیکر: آغا سید لیاقت علی صاحب جناب عبدالجید اچزئی صاحب سردار صالح بھوتانی صاحب، جناب پرس احمد علی صاحب، جناب طاہر محمود خان صاحب، میر عامر رند صاحب، محترمہ عارفہ صدیق صاحب، محترمہ یامین لہڑی صاحب، اور ڈاکٹر قیہہ ہاشمی صاحبہ ارکین صوبائی اسمبلی سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 112 پیش کریں۔

محترمہ یامین لہڑی: بسم اللہ الرحمن الرحيم ہرگاہ کہ ملک کے تمام صوبوں میں ہیلائچہ کمیشن کا قیام عمل میں لا یا گیا ہے۔ جبکہ بلوچستان میں اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود تاحال ہیلائچہ کمیشن کا قیام عمل میں نہیں لا یا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبے میں جلد از جلد ہیلائچہ کمیشن کا قیام عمل میں لانے کیلئے عملی اقدامات کرے۔

میدم اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 112 پیش ہوا۔ کیا محکیں میں سے کوئی اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 112 کے admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

جناب عبدالجید خان اچزئی: شکریہ میدم اسپیکر۔ یہ ہیلائچہ کمیشن کے اوپر تقریباً کوئی پچھلے ایک ڈیڑھ مہینے سے ہم نے کام شروع کیا ہوا ہے۔ اور اس سلسلے میں آپ سے بھی میری بات ہوئی تھی اس بارے میں۔ ہیلائچہ کمیشن میں جو سندھ نے بنایا جو خیبر پختونخوا میں بنائے جو پنجاب میں بنائے۔ ان کی ساری کاپیاں اور بعد میں جو انہوں نے ترا میم کی گئیں وہ سارے ہمارے پاس موجود ہیں اُس میں کچھ چیزیں mechanism میں کچھ خرابیاں ہیں۔ مثال کے طور جو اتنے بڑے بیانے پر میں ہم دیتے ہیں میدم اسپیکر کیلئے اور پھر ہم نے پر چیز کوئی کمپنیوں سے کرنا ہے۔ کوئی کو اٹھی کا کرنا ہے اس پر ہم کو بہت کام کرنا ہے۔ میدم اسپیکر! پرانیویں ڈاکٹروں نے جو قل عالم شروع کیا ہوا ہے عوام کا اُس کو ہم کیسے روکیں گے۔ کوئی ایسا mechanism ہے کہ ڈاکٹر سرکاری ہسپتال میں مریض سے کہتا ہے کہ شام کو میرے کلینک پر آنا اس کو ہم نے کیسے روکنا ہے۔ دوسری بات یہ ہے میں خود تو ڈاکٹر نہیں ہوں۔ سایکاٹرست کا کوئی ڈاکٹر کیا واقعی 200 مریض دیکھ سکتا ہے چار گھنٹے میں؟ کیا ایک ڈاکٹر نیوروسurgeon 20 آپریشن دن کا کر سکتا ہے؟ اور بات یہ ہے۔ یہ کمیشن جو ہم بنائیں گے اس پر ہم نے کافی کام بھی کیا ہے۔ سب کو اکٹا کر کے بنائیں گے۔ ابھی simple سی ایک بات ہے۔ PIMS (Pakistan Institute of Medical Science) میں ہماری پارٹی کا ایک ساتھی ہے۔ جو PIMS کا ڈائریکٹر ہے۔ اُس نے مجھے ایک عجیب بات بتائی۔ اُس نے کہا کہ PIMS میں OPD پانچ روپے ہے، چار سے ساڑھے چار ہزار مریض روزانہ اور بجٹ کتنا ہے PIMS کا تین ارب دس کروڑ روپے۔ کوئی ڈاکٹر PIMS میں اور ہمارا BMC کا چوتھا حصہ بھی نہیں ہے۔ PIMS کا کوئی ڈاکٹر چار بجے، پانچ بجے سے پہلے نہیں اٹھتا ہے۔ یہاں اور تو چھوڑیں یہاں یہاں یہ اندازہ

لگائیں کہ BMC میں میڈیکل اسٹور پر پارائیویٹ کھلا ہوا ہے۔ دُنیا کے کسی ملک میں کیا ایسا ہے؟ یہ میڈیکل اسٹور 2002ء میں کھلا ہے اور دبیل کیادی جاتی ہے کہ ہم اس میں discount 20% دے رہے ہیں۔ یہ بھی ہمیں معلوم نہیں ہے کہ دوائیاں فروخت کر رہے ہیں وہ ایک نمبر ہیں یا دو نمبر۔ اُس دن PAC کی میٹنگ میں نے سرخ کے وہ بکس پیش کئے BMC کا ڈاکٹر شیر لہڑی صاحب خود تھے۔ میں نے کہا یہ دوائیاں کروڑوں کی اربوں کی ہیں یہ figures معلوم کرنا پڑے گا۔ یہ donation سندھ گورنمنٹ کی ہے اور پرائیویٹ میڈیکل اسٹوروں میں بک رہی تھیں جہاں سے ہم نے اٹھایا۔ میں نے اہڑی صاحب سے کہا کہ آپ یہ ڈبہ کھولیں یہ سرخ نکالیں کیا آپ اپنی فیملی کے کسی ممبر کو یہ سرخ لگوائیں گے؟ اُس نے کہا نہیں۔ یہ پتہ نہیں ہے کہ اس میں ایڈز ہے پتہ نہیں ہپاٹائز A,B,C ہیں کیا ہے۔ یہ سٹم ہے ہماری ہیلتھ کا۔ اور 8 اگست کے واقعہ کے بعد سول ہسپتال میں ایک واقعہ ہوا تھا میں گیا تھا ابھی بھی سول ہسپتال میں میرے خیال میں Serious patient box جو پانچ عدد تھے۔ جن میں سے ایک خراب تھا۔ دو جو تھے کارڈیا لو جی میں تھے اور دوایر جینی میں۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں کیا ہیلتھ کو یہ پیسے دینا انصاف ہے؟ ایم ایس ڈی، purchasing یہ بیانات جو آرہے ہیں کیا یہ کرپشن نہیں ہے؟ کیا اس پر ہم پرده ڈالیں گے؟ کہ ہماری گورنمنٹ اس میں involved ہیں ہے؟ ہیلتھ ڈسپارٹمنٹ involved ہیں ہے؟ کیا ہو رہا ہے آپ جا کر دیکھ لیں۔ لوگ پرائیویٹ ہسپتالوں کے طرف جا رہے ہیں۔ یا ہمارے ہسپتالوں کے طرف جا رہے ہیں۔ بجٹ دیکھ لیں اربوں میں۔ یہ کمیشن میں purchase of medicine ڈاکٹروں کی حاضری plus یہ کہ ہمارے صوبے کے ہسپتالوں میں سٹم کیسا ہوگا؟ ڈاکٹر کتنے بجے سے کتنے بجے تک بیٹھے گا؟ اُس کی فیس کیا ہوگی۔ ابھی خیر پختونخوا میں اس پر انہوں نے بہت کام کیا ہے۔ مطلب ڈاکٹروں کو یہ اجازت ہے کہ اُسی ہسپتال میں بیٹھ کر پرائیویٹ پریکٹس کر سکتا ہے۔ وہ بھی معلوم ہو گا کہ اُس کی فیس کتنی ہو گی۔ یہاں تو پرائیویٹ ایسے ڈاکٹرز ہیں اُن کے اپنے hospitals ہیں۔ یعنی وہ patient دیکھنے کے آٹھ سے نو ہزار روپے لے رہے ہیں۔ اور گائی ہے ہمارے پاس، بڑا مسئلہ ہمارے صوبے کو اس کے system آپ دیکھ لیں۔ وہ کیسا ہو رہا ہے اور دوسرا بات یہ کوئی کو چھوڑ کر کے جو ہمارے BHUs, RHCs ضلعوں میں اُن کی کیا پوزیشن ہے۔ یعنی اُس دن تو چجن میں میں نے اُس ڈاکٹر کو بولا کہ ہمارے BHUs میں دوائیاں نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو purchase کرتے ہیں وہ ہم سے پوچھتے بھی نہیں۔ ابھی سننا ہے کہ پھر چالیس یا اٹھاں میں کروڑ روپے کی دوائیاں لے رہے ہیں۔ یہ لے رہے ہیں یا آرہے ہیں یا نہیں آرہے ہیں؟ ابھی یہ ڈونز ایجنسیاں جو ہمیں پندرہ سالوں سے کروڑوں اور اربوں روپے کے لئے بی اور ملیریا کی دوائیاں دے رہے ہیں۔ اس کا کوئی آڈٹ

ہے؟ کچھ نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ میڈم اپیکر! ہماری ڈاکٹر نہ نے عوام کو کیا دینا ہے۔ ستا علاج دینا ہے اور کیا دینا ہے ہم نے۔ وہ ہمارے پاس ڈاکٹر ہیں۔ ہڑتال ہے فلاں ہے کیا وہ ڈیوٹی کر رہے ہیں؟ میں کہتا ہوں میں ایک حلقة کا ایم پی اے ہوں میرے حلقة میں پندرہ سال سے ایم بی بی ایس ڈاکٹر نہیں ہے۔ میزئی اڈہ ہمارا ایک علاقہ ہے جو انجیسٹر زمرک کا حلقة ہے۔ اس میں RHC بنا ہوا ہے۔ اور آبادی کتنی ہے۔ پانچ لاکھ آبادی کیلئے ایک RHC ہے۔ اس میں ایک ڈاکٹر ہے چار ڈاکٹر زکی پوٹھیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ hospital میں گیٹ اور جرنیٹر تک نہیں ہے نہ ایمبو لینس ہے۔ پانچ لاکھ کی آبادی کیلئے وہاں گائی کا کوئی سسٹم ہی نہیں ہے۔ یہ ہمارے ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ میں میزئی اڈہ میں ایک hospital ہے جو دس سالوں سے کام کر رہا ہے۔ میڈیسین کدھر سے آ رہی ہیں؟ اس دن میں نے اس کا visit کیا تھا۔ گائی میں جو عورتیں کام کر رہی ہیں۔ انہوں نے گائی میں کورس ہی نہیں کیا ہے میں کے پاس یہ پکیٹس ہے۔ تو اس کے علاوہ ہمارا انٹرنیشنل روٹ بھی یہاں سے گزرتا ہے۔ اور روزانہ ایکسٹینٹ ہوتے ہیں لوگ مرتبے ہیں۔ hospital میں ایک بنده تک موجود نہیں ہوتا ہے۔ تو یہ سارا سسٹم ہم نے چیک کرنا ہے اس پر کام کرنا ہے۔ ہم نے ڈاکٹر صاحبان کو اُن کے ڈیپارٹمنٹس کو سب کو involved کر کے ایک کمیشن بنانا ہے۔ مطلب یہ کہ چون میں پرائیویٹ ہسپتال میں گائی کے مریض کو پہلے کہا جاتا ہے کہ پندرہ ہزار روپے جمع کرواؤ۔ why پندرہ ہزار روپے کیا اس کے پاس ہیں؟ نہیں کوئی سسٹم ہی نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ کمیشن میں یہ سب کچھ آ جائے گا۔ یہ اٹر اساؤنڈ سسٹم ہمارے بہت سے علاقوں میں بالکل ہے بھی نہیں۔ نہ کسی کو یہ پتہ ہے کہ اٹر اساؤنڈ کیا ہے۔ کیا ضروری ہے کہ ہمارا ہر مریض کوئی کا رُخ کرے گا؟ ضروری نہیں ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس کمیشن پر ساری پارٹیاں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور ایکسپریس ریلائر ڈاکٹرز یہ میٹھیں کہ اس کو کیسے ہم اچھی طرح implements کر سکتے ہیں۔

میڈم اپیکر: میرے خیال میں admissibility پر کافی بات ہو چکی ہے۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: میں آدھا منٹ لیتا ہوں میڈم اپیکر! ابھی یہ سندھ اور پنجاب اور خیبر پختونخوا کامیشن جو انہوں نے بنایا ہے۔ اُن کی رپورٹیں ہمارے پاس پڑی ہوئی ہیں۔ اُن کی کاپیاں تمام ساتھیوں کو مل جائیں گی۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ والوں کے پاس بھی پہنچ جائیں گی۔ اس میں ہم نے کام کرنا ہے اور بڑی محنت کرنا ہے اور محنت کے بعد اس کا رزلٹ آئے گا۔ thank you

میڈم اپیکر: کوئی اور بولنا چاہتا ہے اس پر۔ جی آ غالیاقت صاحب۔

آغازیں لیاقت علی: میڈم اپیکر! جو قرارداد نمبر 112 یہاں ٹیبل کی گئی ہے یہ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ہماری

گورنمنٹ نے جو کوششیں ہیلائے اور ایجاد کیشن کیلئے کر رہی ہے۔ وہ بڑی اچھی ہے لیکن improvement ہونا چاہئے میں آج صحیح سویرے فیس بک پر دیکھ رہا تھا۔ دُنیا کے جتنے بھی ممالک ہیں وہ لگاتار ہیلائے میں نئے نئے تجربات کر رہے ہیں۔ نئے نئے experiments ہو رہے ہیں اورئی نئی چیزیں دریافت ہو رہی ہیں۔ مثلاً آج میں نے دیکھا کہ کویسٹروں پہلے کہتے تھے کہ صحت کیلئے بڑا خطرناک ہے۔ لیکن امریکین وہ میں بول گیا ہے اُس کے تحت ایک ڈاکٹر تھا اُس نے اس پر ریسرچ کیا کہ اب کویسٹروں صحت کے لئے لازمی ہے۔ یعنی دُنیا میں جدید سے جدید تر علاج دریافت ہو رہے ہیں۔ لیکن بدقتی ہماری اس ملک کی پھر ہمارے اس صوبے کی یہ ہے کہ ہم پرانے ہسپتاں کو بھی فعال نہیں کر سکتے۔ سندھ میں سول ہسپتال جو تھاب جو سول ہسپتال ہے۔ یا سندھ میں ہسپتال تو بہت کم لوگ اُس کا نام لیتے ہیں۔ وہ بھی تقریباً اگر دیکھا جائے گورنمنٹ آف بلوچستان سیکرٹری صاحب پوری کوشش کر رہے ہیں کہ یہاں ڈاکٹرز اور دوائیاں ہوں۔ لیکن unfortunately کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے اگر آپ دیکھ لیں میڈیم اسپیکر! کل میں وہاں گیا تھا۔ ہمارے حلقة انتخاب میں ہمارے ایک رشتہ دار کو گولی لگی تھی جو وہاں وارد میں ایڈمٹ تھا۔ آپ یقین کریں مجھے شرم آئی کہ میں اُس hospital میں گیا کیوں۔ کوئی صفائی نہیں تھی کچھ بھی نہیں تھا۔ اب یہ صفائی کروانا یا تو ایم الیس ان ڈاکٹروں کا کام ہے جو وہاں تعینات ہیں لیکن ان پر چیک اینڈ بیلنس کچھ نہیں تھا۔ پانچ بجے وہاں کوئی ڈاکٹر موجود نہیں تھا۔ اب یہ کمیشن جب بنے گا میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہ کمیشن بننے سے شاید بڑا وہ آجائے، ایک ابتداء ہے کیونکہ موجودہ گورنمنٹ اگر چاہتی تو یہ کمیشن خود بھی اس محکمے میں بن سکتا تھا مثلاً سندھ گورنمنٹ نے، جہاں تک میں نے ان کے کمیشن کا وہ میں نے پڑھا ہے۔ یا خیر پختونخوا میں جو ابھی ڈپلومنٹ کی ہے ایک کمیشن میں وہ میں نے پڑھا ہے اُس میں بڑی اچھیہ و پیغمبہ کی ہیں انہوں نے کمیشن کو powerful کیا ہے۔ انہوں نے ڈاکٹروں کو facilities بھی دی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا کمیشن بھی خیر پختونخوا کی طرح ہو جس میں اُس کے پاس یہ facilities ہوں کہ وہ ڈاکٹروں کے ساتھ negotiations کر سکیں وہ دوائیاں purchase کرنے کیلئے سیکرٹری صاحب اُس کے ممبر ہو وہ اُس کو adopt کر سکے منٹر اُس کو وہ کر سکیں تو ہم چاہتے ہیں ہم اس کی بالکل حمایت کریں گے۔ میں اس کا محرك بھی ہوں ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ کمیشن اتنا powerful ہنا کیس ان کے پاس اتنی power ہو کہ کم سے کم جس طرح مجید خان نے کہا کہ ہم ڈاکٹروں کو حاضر کر سکیں۔ میرے خیال میں سیکرٹری صاحب یہاں تشریف رکھتے ہوں گے۔ میں کئی مرتبہ گیا ہوں سیکرٹری صاحب بھی بے بس ہیں ڈاکٹروں کو حاضر کرنے میں۔ ایم پی اے بے بس ہیں۔ چیف منٹر صاحب تک بے بس ہیں۔ لیکن کل پرسوں فارما سسٹس آئے ہوئے تھے وہ اپنی تختوں پر اپنی facilities کیلئے سیکرٹری صاحب پر پریشر ڈال

رہے تھے مسٹر صاحب پر پریشرڈال رہے تھے آج تک ان لوگوں سے کسی نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ کی ڈیوٹی کہاں ہے؟ اور کتنے بے تک ڈیوٹی کر رہے ہو؟ تو کمیشن جب بنے گامیڈم اسپیکر! یہ powerful کمیشن ہونا چاہئے اور یہ اس طرح ہونا چاہئے جس طرح خیر پختونخوا میں ہے۔ اس کمیشن کے دو تین ممبروں کو analysis کے لئے وہاں بھیجا جائے کہ وہاں inspect کریں کہ آیا جو کمیشن انہوں نے بنایا ہے جو facilities وہاں ڈاکٹروں کو دیئے ہیں اُس سے improvement ہوا ہے۔ ڈاکٹرز ہسپتالوں میں حاضر ہوئے ہیں یا نہیں اب خیر پختونخوا کا بڑا اچھا سسٹم کیا ہے انہوں نے ڈاکٹروں کو پابند کیا ہے۔ کہ آپ پریکٹس پرائیویٹ ہسپتالوں میں نہیں کریں گے اپنا کلینک نہیں کھولیں گے۔ آپ اسی hospital میں اپنا کلینک بھی کھولیں گے۔ اور فیں بھی ان کیلئے مقرر کی ہے اور سب کچھ کی ہے۔ مطلب میرا یہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ جب سے آئی ہے ہم یہی کہہ رہے ہیں۔ improvement لارہے ہیں تمام اُس میں میں نہیں کہتا ہوں ایک سابق چیف مسٹر بھی اس وقت ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا انکے ساتھ اسی ہیلائٹ پر ان کے آفس میں کئی دفعہ جھگڑا ہوا ہے۔ اور انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ جو کچھ تم لوگ کرنا چاہتے ہیں میں اس پر تیار ہوں۔ لیکن unfortunately کہ جب ہمیں گورنمنٹ ملی، یہ موقع یا یہ facilities یا یہ چیزیں شاید ہمیں میرنہیں تھیں اب دن بدن اس میں بہتری آ رہی ہے۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ ہیلائٹ میں ایجوکیشن میں further بہتری آ جائے اور وہ بہتری ایک آدمی کے بجائے اگر کمیشن بن جائے تو وہ کئی آدمیوں کی رائے اُس میں شامل ہوگی۔ اس کمیشن میں میری یہ استدعا ہے کہ اس میں ہیلائٹ ڈیپارٹمنٹ سے، اسمبلی سے اور notable persons سے بھی ممبرز لیے جائیں تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ ہم اس کو کس طرح بناسکتے ہیں۔ شکر یہ میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میں مصطفیٰ ترین صاحب کا مشکور ہوں۔ میں اور ڈاکٹر صاحب گئے تھے، واقعی اُس کے کچھ ایسے genuine issues ہیں۔ فرض کریں کیونکہ ہمیں credit جاتا ہے کہ ہم نے پہلے لوکل باڈیز کے ایکشن کئے۔ لیکن بد قسمتی سے ہماری majority لوکل باڈیز کے دفتر ہیں وہ بند ہیں due to shortages of fund اور اس کا تمام ملہبہ ہمارے coalition پر پڑتا ہے。sweeper کیلئے کوئی جھاڑو نہیں ہے کہیں پر تیل نہیں ہے واقعی میں خود اس کا گواہ ہوں۔ سیکرٹری صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب کے حوالے سے جو بھی grievances تھیں، وہ ہم چیف صاحب کو، میں ہوں ڈاکٹر صاحب ہیں ہم بتا دیں گے اور ہم کوشش کریں گے کہ کیونکہ یہ لوکل ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ، بہت نبادی ایک ڈیپارٹمنٹ ہے، اُس میں ہم

چیزوں کو بہتر کر سکیں تاکہ مجموعی صورت پر اس گورنمنٹ کی جو ایک pro people attitude ہے وہ اور اس میں انحراف آجائے۔ تو انشاء اللہ جب بھی چیف منستر صاحب آئیں گے ہم ان کی grievances چیف منستر صاحب کو بتادیں گے۔ ہم اس کے مشکور ہیں باقی اگر اس کمیشن پر بات ہو اور ہیلتھ کا تو میں بولوں گا۔ تو اس پر بھی میں سمجھتا ہوں کہ میڈم! دوالیشوز ہیں ایک ایجکیشن اور واقعی ان میں مشکلات ہیں لیکن یہ بھی نہیں ہے کہ دونوں ڈیپارٹمنٹس میں کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ ہم نے فلور آف دی ہاؤس پر black and white پر کسی چیز کو نہیں رکھا ہے۔ میں بھی آپ سے request کرتا ہوں۔ رحمت صاحب گئے ہیں ہمارے پولیس والے شہید ہوئے تھے ان کی تعزیت کیلئے، وہ آئیں گے۔ نو اور دس تاریخ تک آپ ایک دن اس پر رکھیں۔ کیونکہ جس دن ہم نے takeover کیا میڈم۔ آپ کے تمام ہسپتالوں میں تھیڑ، میں سول ہسپتال میں گیا۔ میں 1982-83 میں نے خود اس تھیڑ پر کام کیا تھا۔ وہاں دروازے کھلے ہوئے تھے۔ C there was no such A C۔ دونوں Anaesthetists اور General Surgeons جو کام کر رہے تھے وہ دونوں میرے کلاس فیلو تھے۔ انہوں نے کہا جی یہ پانچ تھیڑ زہم اس طرح چلا رہے ہیں۔ ہم نے پچھلے دس سالوں میں تقریباً more purchasing کے پچھلے دس سالوں میں ان میں ایک کروڑ روپے کی than two billions instruments کی نہیں ہوتی تھی، ہم نے purchasing کروائی ہے۔ ہمیں مختلف نیفر الوجی ڈیپارٹمنٹ انسٹی ٹیوٹ ہم نے بنایا ہے یہاں بہت کام کیے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر ہم صرف یہ کہیں کہ جی کچھ نہیں ہوا ہے ضرور۔ ابھی تک ڈاکٹرز کو مکمل طور پر لانے میں ہم کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ ابھی تک ٹیچر کو۔ میں ابھی آپ کو فرینڈ لی کہتا ہوں کہ جو یہ management system ہم نے دیا ہے آج تمام ٹیچرز interior میں پریشان ہیں کہ کسی بھی ٹائم ہمیں وہ hit-out کر لیں گے کہ ہم حاضر ہیں یا غیر حاضر ہیں۔ یہ credit اس گورنمنٹ کا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کمیشن کیلئے جو تباہی ہیں وہ بنالیں۔ لیکن ہیلتھ پر بھی ہم کھل کر بولیں۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ ہیلتھ مکمل ہے۔ اب دیکھیں ناں پہلے vertical program تھے۔ اُن میں peanuts تھے۔ اب more than one vertical billion rupees جو program کے لئے رکھے ہیں اس گورنمنٹ نے۔ اور یہ تمام انسٹی ٹیوشنز کو، شخ زید ہسپتال کو بھی ہم نے ری آر گنازڈ کیا ہے۔ ابھی بی ایم سی میں میں گیا تھا آپ یقین کریں میڈم! وہاں لاٹس نہیں تھے وہاں بالکل کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن آج ہم نے revamping کیے ہیں دونوں ہسپتالوں کی۔ تو میں سمجھتا ہوں چیزیں ideal نہیں ہیں لیکن چیزیں during this government بہت بہتر ہوئی ہیں، اُن میں تفصیل میں debate کی ضرورت ہے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: مولوی معاذ اللہ صاحب۔

مولانا معاذ اللہ موسیٰ خیل: شکر یہ میڈم اسپیکر۔ یہ دونوں قراردادیں چاہے ایجوکیشن کے حوالے سے ہو یا کہ ہیلتھ کے حوالے سے، دونوں ایک ہی نوعیت کی قراردادیں ہیں۔ یقیناً اگر ان کا کمیشن بنانے میں ہمارے عوام کا کوئی فائدہ ہو تو پھر یقیناً دونوں قراردادیں اہمیت کی حامل ہیں۔ اور انشاء اللہ نام ارکین اسمبلی ان کی حمایت کریں گے۔ میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں ہماری اسمبلی میں جب بھی کوئی اہم بات آتی ہے تو تباہی میرے تیرے کی طرف چلی جاتی ہیں۔ فلاں نے کیا کیا ہے، اس نے تو غلط کیا ہے۔ تو آپ اُس کی وجہ سے آپ کیلئے غلطی کرنا جائز نہیں ہے۔ میں اگر کوئی گناہ کرتا ہوں تو ڈاکٹر حامد کیلئے غلطی جائز ہے اگر ڈاکٹر صاحب غلطی کرتے ہیں تو میرے لئے جائز نہیں ہے۔ یہ باتیں شاید ہماری اس اسمبلی کیلئے یا ہمارے پورے بلوجستان کے مفاد میں نہیں ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ صوبہ بلوجستان یا پورا پاکستان کے جمہوریت کے حوالے سے ہر ادارے کا ایک منسٹر ہوا کرتا ہے۔ اور پھر منسٹر کے بعد چاہے وہ محکمہ ایجوکیشن کے ہو یا ہیلتھ کے ہو اس کے ساتھ وہ کام کرنے کیلئے عوام کی خدمت کرنے کیلئے پھر اس کے ساتھ سیکرٹری حضرات ہوتے ہیں۔ اور سیکرٹریوں سے آگے جا کر کے پھر ہر محکمے کا XEN ہوتا ہے، ایم ایس ہوتا ہے۔ مثال ڈی ایچ او وغیرہ۔ ایجوکیشن میں بیڈ ماسٹر یعنی ڈی ای او وغیرہ یعنی جو نام رکھے ہوئے ہیں، یہ سب اس لئے رکھے ہوئے ہیں تاکہ وہ ادارہ فعال ہو۔ اس ادارے میں جو لوگ آتے ہیں جو بچے آتے ہیں تاکہ ان کی صحیح معنوں میں خدمت ہو سکے۔ لیکن ہماری اس اسمبلی کے اجلاسوں میں یا قراردادوں میں تقریباً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نہ پرانے دوڑ میں کوئی خدمت ہوئی نہ اس دوڑ میں، صرف دعوے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اگر کمیشن بننا، منسٹر اور سیکرٹری سے بالاتر ہو بالاختیار ہو پھر تو یقیناً ممکن ہے ان دونوں محکموں کیلئے کمیشن بننا عوام اور بچوں کیلئے خیر خواہی اور انکے مفاد کا مسئلہ ہے۔ اگر کمیشن ان کے ماتحت ہو اور وہاں تو کمیشن بننے کے بعد خدا نہ کرے کہ ایسا کسی کے بچے نے گڑ زیادہ نہ کھائے کھانا تھا، بے ادبی معاف اس والدین نے اسے کسی بزرگ کے پاس لے گیا کہ اس کو دم کروتا کہ یہ گڑ زیادہ نہ کھائے جب اس کو دم کر کے کھلایا اس نے بے ادبی معاف اس سارے محفل میں اس نے XXXXX-XXXXX۔

اپنا وہ پاخانہ کھانا شروع کیا وہ اور پریشان ہوا۔ گزارش یہ ہے اگر کمیشن بنایا۔۔۔

میڈم اسپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ کا رواوی سے حذف کیے جائیں۔

مولوی معاذ اللہ موسیٰ خیل: اگر کمیشن بنانا ہے ہماری ایجوکیشن کا یا ہمارے ہیلتھ کا جس کے ساتھ پورا بلوجستان اور ہر ضلع کا بڑے اور بچوں کا اس کے ساتھ تعلق ہے، تو ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اور اگر ایسی بات ہو جائے

جیسے سردار صاحب نے کہا کہ میں منستر ہوتے ہوئے بے اختیار ہوں۔ اور میں نے اس کی بات اس لئے مان لی۔ ہمارے ضلعوں میں بھی بلدیات کے ادارے ہیں ان کا حال معلوم کرنا آج تک تو میرے لئے اتنی مشکل ہے۔ بعض کیلئے مثال وہ سال میں جتنے وہ پیسے دیتے ہیں ان کیلئے پیسے آئے ہیں اور بعض کو نسلروں کے لئے بعض ممبروں کیلئے یہ دوسرا سال ہے، وہ بیچارے ادھر پھر رہے ہیں کہ ”یار ہمارے پیسے نہیں آئے ہیں کیا وجہ ہے؟“۔ اگر مصطفیٰ ترین صاحب کے پاس خدا نخواستہ وہ آجائیں تو یہ کہے گا جیسے کہ آج انہوں نے اسمبلی میں کہہ دیا ”کہ مجھے کیا پتہ ہے؟“۔ تو لوگ واپس جا کر سب اسمبلی کے ارکان کے بارے میں یہ کہیں گے بے ادبی معاف ”کہ نہ ڈاکٹر مالک صاحب نے کوئی خدمت کی ہے نہ ثناء اللہ زہری نے نہ سردار صاحب نے“۔ گزارش یہ ہے کہ ان دونوں محکموں کے حوالے سے میں اپنے ضلع کے تناظر سے اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں، ڈاکٹر صاحب ہوں، چاہے سردار بڑی قیمت صاحب ہوں، یا رحیم زیارتوں والوں یہ منستری یعنی ان کو یہ بتا دیا اس کو واک دیتا ہے تاکہ وہ اس کام کو آگے چلا جائیں۔ جو پہلے ہواں سے آگے لے جائیں اس کا معنی یہ ہے ہمارے ضلع میں تو ان دونوں محکموں میں اس لئے نہیں ہے کہ میں اپوزیشن میں ہوں۔ حقیقت یہی ہے آج تک تو میں نے کوئی بہتری نہیں دیکھی ہے۔ ہمارے ضلع موسیٰ خیل میں ہیلاتھ کی تو یہ پوزیشن ہے کہ ایک ایسی بھی ہے ڈی ایچ او بھی ہے اور ان کا منستر ہمارے سامنے کبھی بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ لا قانونیت ہے۔ ان دونوں میں ہیلاتھ کی جتنی بھی گاڑیاں موسیٰ خیل میں تھیں چاہے جس نے بھی دیے وہ ہمارے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں کھڑی ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اگر ایک کمیشن بنتا ہے تو کمیشن خود مختیار ہوتا کہ وہ کسی کا موادخہ کر سکے۔ کہ بیشک آپ منستر ہوتے ہوئے آپ نے یہ خدمت نہیں کی ہے۔ آپ اپنے کمیشن کے منستر ہوتے ہوئے آپ نے یہ خدمت نہیں کی۔ اگر کمیشن ایسا ہو جیسے کہ ہماری اسمبلی کی کتنی کمیڈیاں ہیں ان کیلئے مجرم بھی نامزد کیے ہوئے ہیں، ہمارا تو ان سے بایکاٹ ہے۔ اسی وجہ سے کیا کہ لا قانونیت ہے یہاں جمہوریت نہیں ہے۔ آج تک ہمیں تو کسی بھی کمیٹی کا یہاں اسمبلی کو یا مثال ہمارے عوام کا کوئی فائدہ ہم نے نہیں دیکھا ہے۔ اگر کمیشن ایسے بننا ہو تو پھر میری تجویز یہ ہے کہ نہیں بننا چاہیے۔ تاکہ ایسے نہ ہو کہ وہ فارسی کا ایک مقولہ ہے کہ ”یک نہ شدد و شدد“۔ اب ہم منستر سے شکایت کریں گے پھر کمیشن سے بھی کریں گے۔ اب منستر کے پیچھے بھائیں گے پھر کمیشن کے پیچھے بھی بھائیں گے۔ اگر کمیشن فعال ہو منستر صاحب کو بھی فعال بنائے سیکرٹری کو بھی فعال بنائے۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: ok مولانا صاحب! پلیز آپ پندرہ منٹ سے بات کر رہے ہیں conclude کریں۔

مولوی معاذ اللہ موسیٰ خیل: شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: شکر یہ۔ جی منظور کا کڑ صاحب۔

جناب منظور احمد خان کا کڑ: شکر یہ میڈم اپسیکر۔ مشترکہ قرارداد نمبر 112 جو table ہوئی ہے، حقیقتاً بہت ہی اہمیت کی حامل ہے، صوبوں کے حوالے اور صوبے کے عوام کے حوالے سے۔ لیکن یہاں میرے دوست نے چند باتیں کی ہیں کہ ہم پچھلی باتوں کو چھوڑ دیں ہم ایک دوسرے پر تقدیم کریں گے۔ لیکن وہ ایک ماضی یا حال کا حصہ ہے، کہ ہم اس کو ضرور زیر بحث لائیں۔ اس لئے زیر بحث ہمیں لانا چاہیے میڈم اپسیکر! لوگوں نے ہمیں ووٹ دیا اور اس ایوان اس اسمبلی میں بھیجا کہ ان کی مشکلات میں ہم آسانی لاسکیں ان کو ختم کر سکیں۔ لیکن اگر یہاں میں پچھلے دور پر تھوڑا نظر نہ ڈالوں میرے خیال میں زیاتی بھی ہو گی۔ حقیقتاً جنہوں نے کیا اس پر ہمیں بات نہیں کرنی چاہیے جو حال ہے ہمیں اس پر بات کرنی چاہیے۔ لیکن تین سال یا چار سال میں کسی کے پاس کوئی الدین کا چراغ نہیں ہے کہ ہم اس کو ٹھیک کر سکیں۔ جو بھی ہو لیکن پچیس سال سے ایک تسلسل چلا آ رہا ہے اس میں ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کتنی حد تک ایجوکیشن میں اور کتنی حد تک ہمیلتھ میں کام ہوا تھا اور کتنی حد تک کسی اور سیکٹر میں کام ہوا تھا۔ یہاں میں ضرور یہ بات کروں گا کہ اگر ایک سیاسی پارٹی ایک غلطی کرتی ہے تو وہ سوال پیچھے جاتی ہے اگر ایک حکومت اس طرح کی غلطیاں بار بار کر گئی تو میرے خیال سے ہم بہت پیچھے چلے جاتے ہیں جو کہ ہم چلے گئے ہیں اب ان تین سال کے حوالے سے سے اگر ہمیلتھ ہو یا ایجوکیشن کو ڈاکٹر صاحب، سردار رضا صاحب اور دوستوں نے اس پر تفصیلی بات کی۔ اس کو لیشن گورنمنٹ کو جب یہ حکومت مل رہی تھی تو ایک کینسر کے مند ایک مریض جس کو ڈاکٹر نے جواب دیا تھا لیکن اس کو لیشن گورنمنٹ سے اس نے اس کو دوبارہ یہاں تک پہنچایا جو سب کے سامنے صوبے میں ایجوکیشن میں کتنا فنڈ اور ہمیلتھ میں کتنا فنڈ ہمارے سامنے ہے لیکن بار بار ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم تین سال میں اس پر قابو پیش نہیں پاسکے ہیں لیکن ہم نے اس میں کمی کی ہے۔ ایجوکیشن پر یہاں بات ہوئی پانچ ہزار employees کمیں تھے میں دیئے گئے یہ کس کے تھے میڈم اپسیکر یہ اسی حکومت کے تھے اب اس میں کتنی تھوڑا ہیں جاتی ہیں سب کو پتہ ہے یہاں جو ہمیلتھ و مرکز تھے ڈی ایچ او جس کو یہاں ہمیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں permanent کیا گیا سات ہزار کے قریب تھے، گیارہ ہزار ملازم میں کو یہاں دوبارہ ہمیلتھ میں accommodate کیا گیا اس کی جو اخراجات ہیں یہ تو ڈولپمنٹ پر پڑے گا یہ تو لازمی بات ہے پڑے گا۔ مرکز نے کیا، صوبے کو دوبارہ کرنا پڑ رہا ہے تو یہ چیزیں بھی ہمیں ساتھ ساتھ دیکھنی چاہئیں۔ اب اگر ہم ہمیلتھ کی بات کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو interior-Balochistan face کر رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن جب ہم کوئی ڈسٹرکٹ کی بات کرتے ہیں، ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ہمیلتھ منستر نے یا ایجوکیشن منستر نے کتنا کام کیا ہے، ہو سنتا ہے کی بیشی انہیں، بیس کی ہم مان لیتے ہیں میڈم اپسیکر! لیکن ہمیلتھ میں جتنا کام ہوا ہے اس کو بھی آگے لانا چاہیے ہم کیوں ہمیشہ negative بات

کرتے ہیں positive کیوں نہیں کرتے ہیں ہم ہمیشہ کیوں تقدیم کرتے ہیں اگر ہماری تقدیم برائے تغیری تقدیم ہو تو اس میں مزابھی آتا ہے پیش آپ کر لیں آپ کا right ہے جمہوریت کی شانستگی جمہوریت کی خوبصورتی ہمارے سامنے ہے معاذ اللہ صاحب! آپ دیکھ لیں کہ اگر ڈیپارٹمنٹ بھی ہمارے پاس ایجوکیشن ہے ہیلائٹ بھی ہمارے پاس ہے، ہم اس پر بات کر رہے ہیں کھل کے بات کر رہے ہیں ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمیں خامی بتا دتوسا کو جمہوریت کہتے ہیں نہ کہ پچھلے ادوار میں ساری چیزیں پاؤں کے نیچے دبادی جاتی تھیں کہ اس میں ہم بات نہیں کریں گے ایجوکیشن ہو ہیلائٹ ہواں ٹریشری پیٹر کے سامنے ہم یہ کھل کے بات کر رہے ہیں اس پر کھل کے debate کر رہے ہیں تو میدم اسپیکر! اگر ہیلائٹ کمیشن ہم بنانے جا رہے ہیں تو حقیقتاً بہت اچھا اقدام ہے اس کو appreciate کرنا چاہیے ہاں یہ ضرور کھوں گا کہ اس کو با اختیار بنانا چاہیے اس کو با اختیار ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ پچھلے ادوار کی طرح یہاں دوستوں نے اس پر debate کی کہ اگر کمیشن بنتا ہے تو اس پر کام نہیں ہوتا لیکن اس کو با اختیار ہونا چاہیے جب ایک چیز با اختیار ہوگی انشاء اللہ اس کا رزلٹ بھی سامنے آئیگا یہ نہیں آپ سول ہسپتال میں دیکھیں ٹرامائنٹر ہمارے سامنے ہے کہاں تھا کہاں پہنچا اور اس بار جو واقعہ ہوا تھا جس کی ہم نے بہت نہ مدت کی سارے patients میں پر تھے سب کو treatment مل رہی تھی ڈاکٹرز تھے اب اگر ہم کارڈ کی بات کرتے ہیں strength کی بات کرتے ہیں کتنے patients آتے ہیں ہمیں جو detail می تھی اتنے patients پہلے ہمیں کبھی بھی اس کے بارے میں نہ علم تھا نہ بتایا گیا تھا اس کا فنڈ بھی ہوتا تھا اور سب چیزیں ہوتی تھیں لیکن وہاں سے لوگ ما یوس ہو کر چلے جاتے تھے لیکن اب شکر ہے اللہ کا ایسا کچھ بھی نہیں تو اس کمیشن کو با اختیار ہونا چاہیے thank you Madam Speaker میدم اسپیکر: سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب! میں آپ کو مواقع دیتی ہوں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: شکر یہ میدم اسپیکر یہ جو قرارداد آئی ہے کہتے ہیں کہ آج اس محفل پر چھایا ہوا ہے تو آج مجید خان اس محفل پر چھایا ہوا ہے آگے بھی point of order پر کچھ یہ لارہے ہیں اس کو سپورٹ کرو گا۔ اس قرارداد کی بحثیت ڈپٹی اپوزیشن لیڈر میں بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ میدم اسپیکر! پھر شاید کچھ دوست میر لئے قبل احترام ہیں پیارے پیارے میرے دوست ہیں۔

میدم اسپیکر: آپ قرارداد پر ہیں۔ سردار عبدالرحمن کھیتران: میدم اسپیکر! آپ چھوڑیں مجھے تھوڑا سا بولنے دیں۔ اب میں بات شروع کرتا ہوں میں بیٹھ جاتا ہوں پھر اگر آپ مجھے نہیں بولینے دیتی میرا کسی سے کوئی ذاتی سلسلہ نہیں ہمیں بولنے دیں۔ میدم اسپیکر: بتانا میرا فرض ہے کہ قرارداد پر ہیں، جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میں قرارداد پر بول رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: بس یہی کہہ رہی ہوں، جی آپ نے کہا ناراض ہو جائیں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! میں کدھرا بھی وہ جناح روڈ کی رکشوں کے توبارے میں بات نہیں کروں گا میں اسی قرارداد کی بات کروں گا۔

میڈم اسپیکر: میں آپ سب کو سنتی ہوں مجھے آپ دو منٹ بولنے دے دیتے ہوں please۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: آپ کی مرضی اگر آپ مجھے بولنے دیتے ہیں میں بول لیتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: بول رہے ہیں آپ، بولنے دینے گے آپ کو بولیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! یہ کمیشن بہت پہلے بننا چاہیے تھا ہمارے فاضل دوست ہیں منظور خان اس نے ماضی کو لا یا۔ اگر میں پھر ماضی میں جا ہونا گا پھر آپ کہیں گی پھر آپ پتہ نہیں ہے کیا بول رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں آپ بولیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: اب یہ دیکھیں جب بھی میں اٹھتا ہوں یہ ٹیلفیون بجانشروع ہو جاتا ہے پتہ نہیں کیا پوزیشن ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ اس کا سوچ آف کر دیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: بند مجھے کرنے نہیں ہوتا ہے ڈاکٹر صاحب میں بھی آپ کی طرح چٹ ہوں ابھی اس کی پتہ نہیں کیسے آواز بند کر دیتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: مولانا صاحب کو دیدیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: مولانا صاحب کو نہیں اس سے قابل اور بیٹھا ہوا ہے ایک۔ میں پھر اس کا نام لوں گا پھر خرابی ہو جائیگی۔ میڈم اسپیکر! ہیلتھ کی بات ہو رہی ہے، کمیشن کی بات ہو رہی ہے۔ ایجو کیشن، ہیلتھ بنیادی چیزیں ہیں۔ سب سے پہلے بچہ جب اس دنیا میں آتا ہے۔ یہ ہے اسکا پہلے ہیلتھ کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے پھر تین چار سال کے بعد کر انگ کرتا ہوا وہ جب تھوڑا اسما up-grow ہوتا ہے تو وہ پھر ایجو کیشن کی طرف بڑھتا ہے۔ اور بلوچستان کی بدقسمتی ہے۔ اب آپ کہیں گی پھر میں اس چیز پر بیٹھی ہوں میری تعریف کر رہا ہے۔ یہ جو تعریف کے لائق ہے اس کی تعریف کی جائے۔ آپ نے ادھروہ ہمارا بسٹ لال گلشن تھا، ٹرامسینٹر اور چانکلڈ، SOS village یا آپ نے کیا ہے۔ جو نسلریاں تھیں جو بیٹھے ہوئے تھے جو صاحب اقتدار تھے انہوں نے کیا کیا ہے۔ یہ آپ کے سامنے ہے۔ اب میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں جو میرے ساتھ ہوا۔ 20، 22 دن پہلے میری wife کا delivery

case تھا میڈم اپیکر! ہمارے گھر کے ساتھ ہی سلیم کمپلیکس ہے ہم وہاں چیک آپ کرتے رہے۔ ڈاکٹر عائشہ صدیقہ بہت قابل ڈاکٹر ہیں۔ انہوں نے کہا جی cesarean ہو گا فوری طور پر ہم سے 40 ہزار روپے جمع کروائے، پھر شام کو پھر جمع ہوئے، پھر اس کو بولا کہ وہ jaundice ہو گیا ہے، انکیوبیٹر میں چوبیں، چھتیں، بہتر گھنٹے اُس کو رکھا۔ وہ بچہ جس نے اس دنیا میں آنکھ کھولی 20 دن کا بچہ، وہ سوا لاکھ روپے سے اوپر cost کر گیا۔ اگر وہ ڈاکٹر صاحبہ employee ہیں سوں ہسپتال کی۔ میڈم اپیکر! میں چلوسفید پوش ہوں پرانا، حکومت بلوجستان اور سیفراں کا ملازم رہا ہوں۔ میں اگر afford کر سکتا تھا یہ غریب سے پوچھیں کہ وہ سوا لاکھ روپے کہا سے لایا گا؟ اگر ہمیں وہ سہولت سوں ہسپتال میں ہوتی تو کس کے پاس فالتو پیسے ہیں کہ وہ جا کے پرانیویٹ میں وہ delivery کرائیگا اور انکیوبیٹر میں رکھے گا۔ تو ہیلتھ کی پوزیشن یہ ہے۔ مجید خان نے کہا میں ان کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھاؤں گا انہوں نے کہا تھیں، چالیس کروڑ کی۔ جناب خان صاحب! آپ 15 دن پہلے کا اخبار اٹھائیں ڈیڑھ ارب روپے کے تو ابھی انہوں نے ٹینڈر کیئے ہیں، MSD جس کا کوئی check and balance نہیں ہے، وہاں یہ پچھلی گورنمنٹ جو بنی میں نام نہیں لیتا ہوں وہ پریشان ہو جاتے ہیں پھر۔ یہ 2013ء کی جو گورنمنٹ بنی وہاں ایک ان کا اپنا ایک بٹھایا ہے MSD میں انچارج، اربوں روپے کی purchasing کی ہے میڈم اپیکر ڈیڑھ ارب روپے کے ابھی tender آئے ہوئے ہیں اس کے اس کی purchasing ہو رہی ہے ہر سال ڈھانی سے 3 ارب روپے کی مجید خان! آپ PAC میں ہیں، ڈھانی سے 3 ارب روپے کی purchass کی جاتی ہے اور اس میں کیا سلسلہ ہوتا ہے وہ پھر جب کمیشن بن جائیگا ہم appreciate کریں گے بھیتیت اپوزیشن میں commitment مجید خان آپ کے ساتھ کر رہا ہوں کہ اس کا چیزیں ہم آپ کو بنائیں گے آپ ان چیزوں کو غیر جانب ہو کے dig-out یعنی کہ کون کتنا ایماندار ہے کون کتنا corrupt ہے۔ میڈم اپیکر! آپ یقین کریں میرے علاقے میں میرے حلے کی ڈیڑھ لاکھ آبادی ہے ایک لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے۔ ایک medical technician something جو بھی آپ اس کو نام دیں یا LHV کہیں وہ بیٹھی ہوئی ہے ایک غریب کا delivery case تھا وہ اس کے پاس گئی اس نے personal اس کا الٹر اساؤنڈ کیا اور اس سے کہا کہ اس کے سر میں پانی بھرا ہوا ہے یہ مر رہا ہے میں نے جیب سے اس کو support کیا اس کا دادا دھر تھا اس کو میں نے مجبور کیا اس وڈیرہ کو کہ پنجاب بھجوہ گئے وہاں سے operate ہوا اس کا زچہ بچہ حیات سے ہیں ہم ہیلتھ میں یہ زندگی گزار رہے ہیں کوئی کے واقعات ہوئے میڈم اپیکر! کیا ہوا CMH میں جا کے لوگوں نے تھڑپ تھڑپ کے جان دیدی bleed کر کے انہوں نے جان دی ہیلتھ کی پوزیشن یہ ہے میڈم اپیکر! کنور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں،

تھوڑی دیر پہلے تو بیٹھے ہوئے تھے ابھی میں دیکھتا ہوں بیٹھے ہوئے ہیں تشریف رکھتے ہیں قابل ترین ایماندارترین بنده ہے۔ تین سال میں میڈم اسپیکر! یہ پانچواں یا چھٹا سیکرٹری ہے change ہوتے ہیں سیکرٹریوں کا کیا مسئلہ ہے کہ تبدیل ہو رہے ہیں یا تو نااہل ہیں ان کو پھر اس صوبے سے out کیا جائے ان کی سروسر ختم کی جائیں۔ اگر اہل ہیں پھر ہر چھ مہینے چار مہینے پانچ مہینے کے بعد دنیا ہیلتھ کا سیکرٹری آجاتا ہے یہی حال ایجوکیشن کا ہے۔ میڈم اسپیکر! آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ کتنے سیکرٹری ابھی اس وقت تبدیل ہو چکے ہیں آخر کہیں پر تو کوئی تقضی ہے جو یہ چیزیں ہو رہی ہیں کسی کو کام کرنے دیں۔ میڈم اسپیکر! اب موی خیل کا ایک، میں نے آج تک اس کی شکل نہیں دیکھی شاید اس کو پڑھنے ہو سول ہسپتال میں MS لگایا گیا عبدالرحمن نام تھا ابھی جو پچھلے دنوں میں تھا؟ نہیں نہیں اس سے پہلے جس کو قاضی فائز علیٰ صاحب نے عبدالرحمن ہے، میڈم اسپیکر! میں کہتا ہوں ڈاکٹروں میں اس جیسا اچھا آدمی ہے نہیں جتنا ہم نے اس کی تعریف سنی آٹھ بجے وہ آجنا ڈاکٹروں کو مجبور کرنا ڈیلوی پر کرنا اس غریب نے جتنی محنت کی اس پر پانی پھر گیا وہ اب کھڑا ہوتا، صبح سے لیکر شام تک، اب میں اگر ادھر بولوں گا تو contempt of court میں آ جا ہونگا کہ جو کیشن ہے وہ کیا کر رہا ہے کس کی کیا بے عزتی ہو رہی ہے اور کیا سوالات پوچھے جا رہے ہیں میڈم اسپیکر ہماری حالت یہ ہے۔

میڈم اسپیکر: کیشن پر آ جائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! کیشن کی بات کر رہا ہوں ایم بولینس آئی تھیں پچھلے دنوں متین کی ہیں ہم نے CM نے کہا ہیلتھ منسٹر سے سیکرٹری ہیلتھ نے کہا کہ بھتی ڈیڑھ لاکھ کی آبادی ہے ایک ایم بولینس نہیں ہے وہ پرانیویٹ پک آپ میں ڈال کے لیجاتے ہیں ”نہیں میں نہیں دونگا“۔ ادھر اپنی مرضی سے بلا یا اس کو یہ ایوان موڑ سائیکل تک۔ میڈم اسپیکر! منسٹر صاحب اپنے ہاتھ سے جا کے تقسیم کرتا ہے۔ ہمارے منظور خان نے ایل ایچ ڈبلیو کی بات کی وہ مرکز کا فند تھا۔ وہ آڑ رہی فن کیے کہ میں اپنے ہاتھ سے تقسیم کروں گا میڈم اسپیکر! ہیلتھ اور ایجوکیشن میں پوائنٹ اسکورنگ نہیں ہوتی۔ آپ کی basic need ہے میری basic need ہے اس عوام کی basic need ہے۔ تو کیشن، مجید خان یہ میں آپ کو اگر ساتھی بھی میری پوری oppose کریں گے میں آپ کو appreciate کروں گا آپ لوگ یہ کیشن بنائیں۔ اگر میری higher authority نے بھی کہا کہ نہیں آپ کی خلافت، میں ادھر بغاوت کروں گا آپ کو بنا سکنے چیز میں جس طریقے سے آپ کام کر رہے ہیں سو فیصد آپ کو appreciate کروں گا اور آپ کا ساتھ دوں گا خدا را میڈم اسپیکر! یہ ہیلتھ اور ایجوکیشن کی بنیادی چیزیں ہیں۔ میڈم اسپیکر میرا ڈسٹرکٹ بر باد ہو گیا ہے ابھی آگے مجھے آپ point of order پر آپ نے comment کیا

ہوا ہے میں بتاؤ نگاہ میڈم اسپیکر! کہ ابجو کیشن اور ہیلتھ کی کیا پوزیشن ہے کوئی لیڈر ڈاکٹرنیہیں ہے براحال ہے میڈم اسپیکر! آپ کی مہربانی میں floor of the house پر پھر آپ کاشکر یہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے زچ بچ سینٹر دیا ہے آج بھی میری آپ سے discuss ہوئی ہے آپ مجھے نقشہ دے رہے ہیں میں وہ بنوار ہا ہوں۔ میڈم اسپیکر! وہاں انسان ہیں بارکھاں میں حیوان نہیں ہے موئی خل، دکی، لور لا ائی وہاں حیوان نہیں انسان ہیں، انسانوں کے پیٹ سے انسان پیدا ہوتے ہیں۔ میڈم اسپیکر! آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھیں آپ کی والدہ تھوڑی سی بیمار ہے آپ کتنی disturb ہوتی ہیں ایک عورت دس مہینے نو مہینے اپنے پیٹ میں بچے لیکے جب وہ پیدا ہوتا ہے اس دنیا میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اس سے چھین لیتا ہے اس کے دل پر کیا گزرتی ہے۔ میڈم اسپیکر! اور جو basic facilities ہیں ان کی وجہ سے موت زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے ہم کسی کی زندگی اور موت نہیں روک سکتے۔ میڈم اسپیکر! لیکن آپ بھی ایک عورت ہے آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھیں خواتین بیٹھی ہوئی ہیں ہم باپ ہیں ہم دادا ہیں ہم نانا ہیں ہمیں پتہ ہے کہ کتنا اولاد کا دکھ ہوتا ہے تو یہاں دکان بنی ہوئی ہے۔ میڈم اسپیکر! دکان میں کھلی ہوئی ہیں میں جانتا ہوں پھر لوگ پریشان ہو جائیں گے مجھے پتہ ہے کہ کون کیا تھا اور اس وقت کیا ہے یہاں سے کراچی تک کیا جاتا ہے کراچی سے یہاں تک کیا export import ہو رہی ہے۔

میڈم اسپیکر: انشاء اللہ ہم ایک الگ دن ہیلتھ کے لیے رکھیں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: ہیلتھ کی بات کر رہا ہوں میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: ہیلتھ کے لیے ایک الگ دن رکھیں گے اس پر آپ کی ساری تجاویز آجائیں گی انشاء اللہ۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: آپ ابجو کیشن پر ایک دن رکھیں ہیلتھ پر رکھیں بولیں گے۔

میڈم اسپیکر: پہلے بھی رکھا تھا ابجو کیشن پر۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: اس کمیشن کی ہم بھر پور حمایت کرتے ہیں اس کی کمیٹی بنی چاہیئے ہاؤس کی کمیٹی کی بنی

چاہیئے اس پر سارا work out کر کے ایک شکل دیدیں۔ thank you very much

میڈم اسپیکر: خالد لانگو صاحب۔

میر خالد لانگو: thank you میڈم اسپیکر۔ میڈم اسپیکر! اس وقت جو کمیشن کے حوالے سے ہے ہم اس کی

بھر پور حمایت کرتے ہیں۔ اور ایک گزارش میں ضرور کرنا چاہوں گا جیسے منظورخان نے کہا کہ ٹھیک ہے چیزیں سو فیصد

درست نہیں ہوئی ہیں لیکن یہ پچھلے تین سال کی حکومت میں جس سے جتنا ہو سکتا تھا جس کو جو ذمہ داری دی گئی تھی، اس

کو پورا کرنے کی اس کو نجھانے کی حتی الوعظ کوشش کی گئی ہے ضرور۔ پھر میں کہوں گا کہ سو فیصد چیزیں ٹھیک نہیں ہوئی

ہیں کہ ہم کہیں کہ ہم نے بالکل سسٹم کوٹھیک کر دیا، ہم نے ہیلتھ کوٹھیک کر دیا، ہم نے اب جو کیشن کوٹھیک کر دیا، نہیں، ایسا نہیں ہے لیکن جتنا ہو سکتا تھا پہلے کی نسبت بہتری بہت آئی ہے اور مزید بہتری آئی چاہئے اور اس میں مزید بہتر گنجائش ہے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں میڈیم اسپیکر! unfortunately جو ہمارے وکلاء کا واقعہ ہوا اس پر کمیشن بناتے ہے اس پر میں بات نہیں کروں گا لیکن ابھی recently ٹریننگ سینٹر میں جو واقعہ ہوا س میں ہمارے 61 جوان شہید ہوئے لیکن وہی سول اسپتال تھا سیکرٹری صاحب اور ایکم ایس صاحب خود آئے، معاملات کو ہیلتھ ڈپارٹمنٹ نے سنپھالا چاہے patients شیخ زید گئے چاہے سول اسپتال آئے یا بی ایم سی گئے لیکن بالکل کوئی شکایت نہیں ہوئی زبردست treatment ہوئی زبردست معاملات کو تو ضرور کہیں نہ کہیں کوتا ہیاں ہیں انکو بہتر کرنے کی ضرورت ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ حالات بہت بہتر ہوئے ہیں چونکہ میڈیم اسپیکر! بار بار ابھی اٹھنا مناسب نہیں ہے۔ میں آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ میں پھر اٹھوں point of order پر تو میں جو تھوڑی دیر پہلے ہوا میں سردار کھیت ان صاحب کے میرے قابل احترام ہیں چونکہ میری سیاسی تربیت اس طرح نہیں ہوئی تھی میں جذبات میں آگیا تھا میڈیم اسپیکر! ایک مذہب اور ایک لیڈر یا ایسی چیزیں ہیں کہ انکے لیے انسان کچھ بھی کر سکتا ہے۔ تو میری وجہ سے، میں نے صرف سردار صاحب میرے قابل احترام ہیں اگر میری وجہ سے چونکہ وہ ایک ایم پی اے نہیں ہیں وہ ایک قبیلے کے سردار بھی ہیں اور ہماری روایات ہیں اور میں ایک رواتی آدمی ہوں اگر جذبات میں کچھ میرے منہ سے غلط الفاظ یا کوئی نامناسب تو میں ان سے on the floor معدنرت کرتا ہوں۔ لیکن میں ایک دفعہ پھر ان سے یہ گزارش کروں گا کیونکہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ میرا لیڈر میرا قائد ہیں۔ میرا political god-father ہیں۔ لیکن بار بار personal name ہونا نہیں۔ چیزیں ہم بھی کرتے ہیں، ہم نے کبھی آج تک یہاں Floor of the House کبھی نام لے کر نہیں کہا کہ مولانا فضل الرحمن صاحب۔

میدم اپنکر: سردار صاحب! وہ آپ سے مغدرت کر رہے ہیں آپ توجہ دیں please۔ آپ اپنی نشست پر آ جائیں۔

میر خالد لانگو: میدم اسپیکر ہم نے کبھی مولانا فضل الرحمن صاحب کا نام لیا ہے نہ مولانا عبد الواسع صاحب کا ہم نے کبھی نہیں لیا ہے یہ ہم نے ضرور کہا ہے address کیا ہے کہ پچھلی گورنمنٹ میں یہ ہوا پچھلی گورنمنٹ نے یہ کیا لیکن personal ذاتیات نہیں ہونی چاہیے۔ سردار صاحب کی ضرور grievances ہوں گی۔ وہاں ہماری پارٹی ہے وہاں ان کے لیے فنڈز گئے ہوں گے کام ہوئے ہوں گے، لیکن بار بار، میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ روایات آپ سے بنتی ہیں میں تو عام بلوج ہوں روایات آپ لوگوں سے بنتی ہیں آپ سردار ہیں بلوچی روایات جو بنتی

ہیں یہ سردار اور نواب کے گھرانوں سے بنتی ہیں۔ مطلب آپ ان روایات کی پاسداری کریں ان روایات کی خیال داری کریں نہ کہ آپ کی ہر speech ڈاکٹر عبدالمالک کے خلاف شروع اور ختم ہو۔ تو پھر ظاہر ہے میں تو بیٹھا ہوں میں تو اپنے قائد کو defend کروں گا ضرور کروں گا لیکن میرے جو تھے میں نے آپ کے لیے جو کہا تھا کہ صرف ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کے حوالے سے آپ کو میں نے مخاطب کیا تھا جو میری دوسری بات تھی وہ اپوزیشن لیڈر کے بارے میں تھی کہ وہ ان کا ہر بیان یہی آتا ہے کہ قوم پرست، قوم پرست۔ وہ آپ کے بارے میں نہیں تھی لیکن چونکہ میں پھر ایک دفعہ آپ صرف ایک ایم پی اے نہیں ہیں آپ ایک قبائلی سردار بھی ہیں اور میں ایک روایتی آدمی ہوں اس پر اگر آپ کی دل آزاری ہوئی ہے میں پھر آپ سے مذمت کرتا ہوں۔ آپ ایک قبائلی سردار ہیں آپ ایک قبیلے کے چیف ہیں لیکن آپ سے یہ گزارش پھر کروں گا مہربانی کر کے آپ کی تقریر کا ڈاکٹر عبدالمالک صاحب سے شروع ہونا اور ختم ہونا یہ میں ناگوارگزرتا ہے، میرا قائد ہیں میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔

میدم اپسیکر: ٹھیک ہے آپ کا point آ گیا۔ سردار صاحب! تشریف رکھیں وہ جاری رکھ رہے ہیں نہیں وہ جاری ہے پھر آپ۔

میر خالد لانگو: میں اس شعر پر ختم کروں گا کہ:

صحبت و ہم ہے یار و بقا کسی کی نہیں
 چراغ سب کے بنجیں گے ہوا کسی کی نہیں

thank you very much

میدم اپسیکر: لانگو صاحب! میں appreciate کرتی ہوں آپ کی اس اسکو اور دوسرا میں یہ بھی کہوں گی کہ آپ کسی کے لیے بھی، نہ صرف سردار صاحب کے لیے اگر وہ tribal ہیں اگر اپوزیشن لیڈر بھی ہیں کسی کے لیے بھی ہم نے ایک دوسرے کو personal اس طرح کے وہ نہ کریں، سب کے لیے آپ کی مذمت خواہ ہیں۔
جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: شکر یہ میدم اپسیکر۔ خالد خان میرے چھوٹے بھائی کی جگہ پر ہے میں نے اس وقت بھی گزارش کی وہ شاید جذباتی ہو گیا آدمی جمل میں اور یہ تنہائی میں تھوڑا سا پریشان ہو جاتا ہے۔

میر خالد لانگو: نہیں نہیں مجھ میں یہ بات نہیں سردار صاحب میں گزارش کروں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: نہیں میں اپنا کہہ رہا ہوں خالد جان آپ بیٹھیں تو صحیح۔

میر خالد لانگو: نہیں پہلے میں تھوڑی سی آپ کی خدمت میں گزارش کروں میں 16 سال کی عمر میں والد کو،

بھائی کو، چاچا کو 7 لوگوں کو لحد میں اُتار چکا ہوں اپنے ہاتھوں سے، جب میں لندن میں پڑھتا تھا، یہ آزمائشوں والی، یہ پریشانی والی بات نہیں ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: نہیں نہیں خالد خان میں آ رہا ہوں ایک سینڈ۔

میر خالد لاغو: میڈم اسپیکر! میں نے جیسے پہلے کہا میرا قائد میرا یڈر ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ کی بات آگئی آپ کا point آ گیا۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: آپ کی بات آگئی خالد جان! مجھے تھوڑا اساسن لیں۔

میر خالد لاغو: بات ڈاکٹر عبدالمالک کی آئیگی میں پھر اٹھوں گا۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: خالد جان مجھے تھوڑا اساسن لیں۔

میڈم اسپیکر: thank you

میر خالد لاغو: میڈم اسپیکر! میں نے گزارش یہ کی کہ میں نے آج تک مولانا فضل الرحمن کا نام نہیں لیا نہ میں نے محمد خان شیرانی کا نام لیا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے لانگو صاحب! آپ کا point آ گیا آپ repeat کریں please ٹھیک ہے۔
سردار صاحب! آپ شروع کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: نہیں میڈم اسپیکر! میں وضاحت کر دوں، وہ پھر تھوڑا سا جذباتی ہو رہا ہے۔ میں بیٹھا ہوں میں نے ساری زندگی جیل میں گزاری۔ یہ کہہ رہے ہیں ان کے والد ہمارے بھائیوں کی طرح دوست تھے، وہ شہید ہو گئے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے خود میں اُتارا، اُس وقت یہ لندن میں پڑھتے تھے، پتہ نہیں کہاں میں ان کو نہیں جانتا تھا ان سے ملاقات میری نہیں تھی۔ یہ موت کا کھیل یہ خون یہ قبائلی سسٹم میں بہت ہے کوئی گھر بھی خالی نہیں ہے، نہ خالد کا گھر خالی ہے نہ میرا۔ اور کوئی اگر ان چیزوں کو دعوت دیتا ہے پھر ان کے گھر بھی خالی نہیں ہوتے۔

میڈم اسپیکر! ہم نے بھی اپنے لخت جگر جو ہمارے سب سے پیارے بھائی تھے، بیٹے تھے، ماموں کے بیٹے تھے، درجنوں کے حساب سے ہم نے بھی ہماری انگلیوں پر آج بھی وہ خون کی چپ چاپٹ ہے۔ ہم نے اپنے ہاتھوں سے اُن کو لحد میں اُتارا ہے۔ یہ بلوچستان ہے ادھر کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پھر شاید اُس سے double, triple، اُس سے چار گنا، پھر اگلوں نے بھی اپنے پیارے زمین میں دفن کیے ہوں۔ میڈم اسپیکر! ڈاکٹر عبدالمالک کے ساتھ اگر میری کوئی ذاتی دشمنی، وہ الگ چیز ہے نہ اُس میں خالد کا کام ہے نہ میرا کام ہے نہ تیرے کا کام ہے۔ میں آج Floor of the House پر کہتا ہوں کہ میری ذاتی دشمنی نہیں ہے اُس کے ساتھ۔ نہ اُس نے میرا اپ

قتل کیا ہے نہ میں نے اُس کا باپ قتل کیا ہے۔ یہ کرسی کی بات ہو رہی تھی۔ میں نے کرسی کی بات کی ہے، اُس نے اڑھائی سال پیٹھ کروزیر اعلیٰ کے جھولے جھولے۔ اُس کی بات کر رہا ہوں جس پر وہ منتخب ہو کر آئے تھے میں نے اُس کی بات کی۔ پھر خالد خان تھوڑا سا میرے اوپر جذباتی ہو گیا۔ پھر میری پارٹی پر جذباتی ہو گیا کہ مرد کے بچے۔ تو مردوں کی اس میں اگر، اُس نے معذرت کی۔

میڈم اسپیکر: پلینز معذرت ہو گئی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: تو میں بھی اس کو appreciate کر رہا ہوں میں نے بھی پھر بڑی X بات کی، وہ میں اُس کے لیے دل سے معذرت کرتا ہوں آپ سے۔ کہ میں نے X کے بارے میں جو لفاظ یہاں استعمال کیے کہ یہاں یا باہر، میں اپنے ان لفاظ میں اُس کے لیے میں خالد خان سے معذرت خواہ ہوں۔ میرے لیے آج بھی وہ قابل احترام ہیں۔ پھر اس وقت ہم دونوں ایک ہی کشتمی کے سوار ہیں۔ ادھر یہ اُس کا قید خانہ ہے ادھر میرا قید خانہ ہے۔ میں توفی الحال تو اس سے کہتا ہوں کہ میں تو اپنے کو، مجھے توہاں نے بھی، سردار چیف منسٹر سردار ثناء اللہ کو سلام ہے اُس نے آج تک مجھے کہا ”کہ ضمیر کا قیدی ہے“۔ میں نے اس کو بھی کہا ”کہ جب تک کہ اس پر کوئی چیز prove ہو گی“۔ آج بھی میں کہتا ہوں ”کہ خالد ضمیر کا قیدی ہے اس وقت تک“۔ تو ہم دونوں قیدی ہیں، ہمارا قید یوں والا رشتہ بھی ہے۔ اور قید یوں والا اور کلاس فیلو والا رشتہ بڑا مضبوط ہوتا ہے۔ تو میرے لفاظ سے اگر خالد خان کی کوئی دل آزاری ہوئی ہے۔ تو پھر ان کو بھی سوچنا چاہیے کہ میری پارٹی کے بارے میں۔ مولانا عبد الواسع صاحب میرا حضرت میرا قائد ہیں۔ اگر اُس کے بارے میں کہے گا تو مجھے بھی دکھ ہو گا تو پھر میں بھی جب وہ میں اپنے لیے کہوں گا کہ میں نے X کی۔

میڈم اسپیکر: غیر پارلیمانی لفظ حذف کیے جائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: تو sorry جی Floor of the House خالد خان! میں معذرت خواہ ہوں آپ کی دل آزاری ہوئی ہے۔ آپ کی میں بات کر رہا ہوں۔ تو میں معذرت خواہ ہوں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ clear ہو گیا آپ کا point آگیا۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: باقی، یہ بلوچستان میں چلتے ہیں۔ میڈم اسپیکر! ایک چھوٹی سی بات کہوں کہ ڈاکٹر عبدالمالک کا دور تھا اُس نے میرے گھر کی تلاشی کرائی، میری ماں آج تک رو رہی ہے۔ شاید کسی کی ماں روئی کسی کی بیٹی روئی۔ یہ اس ہاتھ سے دینا، اس ہاتھ سے لینا، یہ چلے گا چلتا رہے گا نہ میرے لیے نیا ہے، نہ کسی اور

کے لیے نیا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی آپ کا point آگیا۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: تو یہ اپنی طرف کی بات ہوتی ہے کہ کس کا کتنا ظرف ہوتا ہے۔ وہ ظرف اقتدار میں آ کر آزمایا جاتا ہے خالد خان محسوس نہیں کریں۔ باقی میری ڈاکٹر عبدالمالک سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم اسپیکر! point of order!

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب ج۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: دیکھیں سردار صاحب! قانون نے آپ پر raid کیا ہے، آپ میرے ظرف کے بارے میں بات نہیں کریں گے۔ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں آپ میرے لیے بہت قابل احترام ہیں۔ مجھے اس فلور پر، میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ جب آپ ظروف پر جاتے ہیں تو پھر میں بھی ظروف پر جاؤں گا، آپ ایک قانونی جنگ قانونی طور پر لڑ رہے ہیں۔ آپ اپنی جنگ لڑیں باقی اس کو مزید آگے نہیں لے جائیں۔ آپ پر قانون نے چھاپہ مارا ہے، عبدالمالک نے نہیں مارا ہے، thank you

میڈم اسپیکر: چلیں ساری باتی clear ہو گئیں آپ نے معذرت کر لی ہے سب نے معذرت کر لی ہیں۔

اب قرارداد پر میں sense لینا چاہ رہی ہوں۔ مشترکہ قرارداد جی ڈاکٹر صاحب! آپ اس قرارداد پر بولنا چاہ رہی ہیں نہیں ڈاکٹر صاحب! آپ اس پر بولنا چاہ رہی ہیں؟ ٹھیک ہے۔ نہیں ایسے نہ کریں آپ لوگ، ایسے نہ کریں اگر کوئی معزز ممبر بات کرنا چا رہا ہے تو اُس سے مجھے پوچھنے کا حق ہے۔ وہ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ وہ point of order پر کر رہی ہیں یا اور کوئی جی ڈاکٹر صاحب please۔ جی۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: میڈم اسپیکر! بہت شکریہ۔ یہ قرارداد ہیئتھ کے حوالے سے آئی ہے مشترکہ، میں خود اُس کی محرک ہوں۔ اس کے کمیشن بننے سے کم از کم مجھ کو بڑا فائدہ ہوا ہے۔ Being Standing Committee Chairman Health سے کوئی سوال اسپیکر کے آفس میں نہیں جاتا تو وہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کے، چاہے ہیاتھ ہو، چاہے امجد کیشن ہو، کسی کی واپس نہیں آ سکتا ہے، کم از کم یہ کمیشن ہم اتنا با اختیار بنائیں گے کہ ہم اس پر۔۔۔

میڈم اسپیکر: مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی، آپ نے کیا کہا کہ اسپیکر کا کیا؟

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: میڈم اسپیکر! میں انگریزی نہیں اُردو بھی بول رہی ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں آپ آہستہ بول رہی ہیں مجھے آپ کا جملہ سمجھ میں نہیں آیا۔ جی یہ جو اسپیکر کا کہہ رہی ہیں

میں سمجھنا چاہتی ہوں۔ جی۔

ڈاکٹر رفیعہ سعید ہاشمی: شکر یہ میڈم اپسیکر صاحبہ۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

میڈم اپسیکر: مجھے معلوم ہے کہ آپ اردو بول رہی ہیں۔

ڈاکٹر رفیعہ سعید ہاشمی: کمیشن کی میں support کرتی ہوں۔ میں خود بھی اس کے محک ہوں مجھے کم از کم اتنا فائدہ ہوگا چیز پر سن اسٹینڈنگ کمیٹی ہیلتھ اینڈ پاپلیشن کی۔ کہ میں اس میں اپنا input زیادہ دوں گی بشرطیکہ یہ کمیشن جو عبدالجید خان صاحب نے اتنی محنت جدو جہد کی ہے پچھلے ایک ہفتے سے ہمارے ساتھ ان کی مشاورت جاری تھی۔ ہم اس پر کام کریں۔ اور اس کمیشن کے ذریعے میں چاہوں گی کہ وہ doctors absenentes جو ہسپتالوں میں نہیں ہیں وہ ہسپتالوں میں available نہیں ہیں اور ہسپتالوں میں نہیں ہیں وہ جو ہسپتالوں کی بجائے گھروں میں کام کرتے ہیں کم از کم ہمیں اتنا اختیار ہوگا کہ اس کمیشن کے قدر وہم ان چیزوں کو اجاگر کر سکیں۔ thank you شکر یہ۔

میڈم اپسیکر: جی ٹھینینہ خان صاحبہ۔

محترمہ ٹھینینہ خان: شکر یہ میڈم اپسیکر۔ قرارداد بہت اہم ہے میں اس کو second کرتی ہوں۔ اور ہیلتھ کے حوالے سے میں بالکل جو جیسے کہ اگر منسٹر صاحب کھڑے ہو جاتے تو بڑی لمبی تقریر ہوتی ہے، جو ڈیپارٹمنٹ ہوتی ہے اُسکو finger tips پر بتاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بہت بڑا domain ہے بہت اس میں ضرورت ہے۔ اب بھی کہ ہم وہاں کچھ improvement ہملا میں۔ اور دوسرا یہ کہ کمیشن کو تو بہت اچھا ہے بن جائے گا اُس میں تھوڑا صحیح طریقے سے ہو سکے گا۔ لیکن ڈیپارٹمنٹ میں بھی ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اس کی کچھ پوست بڑھادیں جیسے کہ اب جو کمیشن ڈیپارٹمنٹ کو ہم نے کا لجرا اور اسکو لز کو الگ الگ کر دیا ہے۔ تو اس طرح کے مسائل آئے ہیں۔ پھر پیرا میڈیکل اسٹاف کا الگ وہ ہوتا ہے کہ اسی طرح کے مسائل ہوتے ہیں اور نرسز کے بھی ہوتے ہیں۔ تو ان کو بھی ہم تھوڑا streamline کر دیں تو چیزیں تھوڑا control کرنا آسان ہو جائیں گے۔ کیونکہ اگر ہم کوئی میں دیکھیں جو سب سے بڑا ہسپتال ہے وہاں کی حالت ویسی کی ویسی ہے آپ areas میں جائیں تو وہاں حالت بہت ابتر ہے ہیلتھ میں بہت ضرورت ہے ہمیں۔ اور دوسرا، جو باقی میں ہو رہی ہیں ان کے لیکن ٹائمینگ کو ختم کرنا چاہیئے اور جو کہ پریسویٹ ہسپتال ہیں سی ایم ایچ اے جیسے کہ وہاں ہوتا ہے کہ وہیں پر یہ اپنے پرائیویٹ لیکنک چلا سکتے ہیں۔ جن کے اپنے کچھ روکنے ایڈنڈر گیولیشنز ہوں گے۔ تو میرے خیال میں اس پر تو کام بھی ہوا تھا بل بھی بن گیا تو کچھ پتہ نہیں کہ وہ بل کہا غائب ہو گیا تو اس پر بھی تھوڑا سا آپ میڈم اپسیکر! کوئی رولنگ دیں تاکہ

اس کی انکوائری کریں کہ اس پر کیا کام ہو سکتا ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 112 منظور کیا جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 112 منظور ہوئی۔

آڈیٹر جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان برائے سال 2015-2016 کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹر جزل آف پاکستان کی رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان برائے سال 2015-2016 ایوان کی میز پر رکھیں۔

سردار رضا محمد بروجج (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں وزیر قانون و پارلیمانی امور، بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹر جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان برائے سال 2015-2016 ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: آڈیٹر جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان برائے سال 2015-2016 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔ آڈیٹر جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان برائے سال 2015-2016 کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار 1974ء کے قاعدہ نمبر 160 کے تحت قائم پیک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جی عارفہ صدیق صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا آپ پہلے کھڑی ہو گئی تھیں۔

محترمہ عارفہ صدیق: شکریہ میڈم اسپیکر۔ آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں ہمارے صوبے کے تین BRCs خضدار، تربت، اور لورالائی کے اساتذہ اپنے کچھ مطالبات کے حق میں ہڑتال پر چلے گئے ہیں اور وہاں زیر تعلیم طلباء کو فارغ کر کے گھر بھیج دیا گیا ہے تو اس سلسلے میں ابھی وزیر تعلیم بھی نہیں ہے اور CM بھی نہیں ہے تو آپ سے یہ گزارش کی جاتی ہے کہ اس مسئلہ کو فوری حل کیا جائے، شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی آپ نے کہا کون سے اسکو نہیں ہے۔ تو وزیر تعلیم تک یہ بات ہم پہنچادیں گے۔ ٹھیک ہے آپ مل بھی بیجئے گا وہ آرہے ہیں اگلے سیشن میں۔ جی مجید اچکزئی صاحب!

جناب عبدالجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! کیا یہ ہماری اسمبلی، ہمارا یہ Nation، ہمارا ملک کسی نظام کے تحت چل رہا ہے کہ نہیں؟ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ اب ایک اہم مسئلہ ہمارے کوئی شہر میں خاص طور پر زیر وثیک جو کر دیتے ہیں ٹریک بند کر دیتے ہیں اس میں آئی جی پولیس کے لیے بھی ٹریک بند ہوتی ہے، IG FC کے لیے بھی بند ہوتی ہے اور FC کے کرنلز کے لیے بند ہوتی ہیں۔ یہ روز میں ہے کیا؟ کہیں پر بھی روز میں نہیں ہے۔ سڑکوں پر گھنٹے لوگ کھڑے ہوتے ہیں، ایک simply chief secretary جا رہا ہے۔ یہ servent ہے تھواہ لے

رہے ہیں یہ سارے گورنمنٹ کے ملازم ہیں۔ جو بند ہونی چاہیئے جو رولر میں ہے، گورنر صاحب کے لیے، تی ایم صاحب کے لیے اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے لیے۔ اور کسی کے لیے بھی ٹریک بند نہیں ہو سکتی ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ IG کے سامنے جو انہوں نے روڈ بند کی ہے اس سے پیک کو کیا پریشانی ہو رہی ہے؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے گورنر ہاؤس کے سامنے یہ میں روڈ آپ لوگوں نے بند کی ہوئی ہے؟ ہمیں اس اسمبلی میں آتے ہوئے کتنے گھنے لگتے ہیں؟ یہ کوئی قانون ہے کیا قانون صرف گورنر، چیف منٹر اور آئی جی ایف سی ان کے لئے ہے؟ کوئی قانون نہیں ہے یہ غیر قانونی کام ہے جو ہورہا ہے۔ دوسری بات میڈم اسپیکر!۔۔۔

میڈم اسپیکر: ایک پونٹ آف آرڈر پر آپ بات کر سکتے ہیں۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: اسی سلسلے میں بات کروں گا۔

میڈم اسپیکر: please conclude کریں۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: میڈم اسپیکر! یہ اسمبلی میں آتے ہوئے کیا کسی ممبر کا یقین بنتا ہے کہ وہ سائز، بجا کر کے آجائے کوئی روڑ ہیں اس صوبے میں؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ عام منٹر سائز کے ساتھ جاتا ہے، MPA سائز مجاتے ہیں؟ اور میڈم اسپیکر! میرے پاس وہ پڑا ہوا ہے National Flag Rules of Islamic Republic of Pakistan. میڈم اسپیکر! میں پڑھتا ہوں پھر آپ اس کو کریں۔

میڈم اسپیکر: مجید اچکزی صاحب! آپ نے اپنا point of order ختم کر دیا۔ آپ لوگ تشریف رکھیں۔ وہ اگر ایک بندہ، وہ conclude ہو گیا ہے تو پھر آپ کو موقع دوں گی۔ جی مجید اچکزی صاحب! آپ please اس کو conclude کریں۔ جی۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: میڈم اسپیکر! National Flag Rules of Islamic Republic of Pakistan.

میڈم اسپیکر: جی۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: یہ فلیگ کس رنگ کا ہوگا، کیسے کیسے ہو گا وہ تو ساری detail ہے۔ یہ 2002ء میں پرائم منٹرنے یہ وہ کر دیا تھا۔ President of Pakistan Flag use کر سکتا ہے prime minister flag use کر سکتا ہے۔ چیئرمین سینیٹ flag use کر سکتا ہے۔ اسپیکر بیشنٹ اسمبلی Governor of the flag use کر سکتا ہے۔ چیف جسٹس آف پاکستان flag use کر سکتا ہے۔ provinces، Chief Ministers of the provinces. چیف جسٹس آف ہائی کورٹ۔

بھیثیت اپسکر! آپ use flag کر سکتی ہیں۔ جب قانون میں allowed نہیں ہے۔ سردار صاحب! even جب قانون میں allowed نہیں ہے سائز بجانا فلیگ لگانا پھر کیوں use ہو رہا ہے؟ آخر سب سے پہلے تو قانون یہاں کے عوامی نمائندوں پر لاگو ہوتا ہے اُسکے بعد جا کر کے کہیں اور لاگو ہوتا ہے۔ یہ عام عوام کو ہم کیا news دے رہے ہیں۔ یہ رولر کی کاپی ہے اس میں سب کچھ ہے۔ اور اس میں اور بھی detail ہے۔ اس کی ایک ایک کاپی سارے ممبران کو پہنچ دیں وہ پڑھ لیں اس میں سب کچھ واضح ہے۔

میڈم اپسکر: thank you میڈم اپسکر! نصراللہ زیرے صاحب! point of order شکر یہ میڈم اپسکر۔ میرا point of order بھی ہیلتھ ڈپارٹمنٹ سے متعلق ہے۔ کچھ دن پہلے میڈم یکل اسٹورز سے ادویات ان پر چھاپے مارے گئے اور بتایا گیا کہ ان میڈم یکل اسٹورز میں 90% جعلی ادویات تھیں۔ میڈم اپسکر! ایسا ہے کہ اٹھار ہویں ترمیم کے بعد ہمارے province کو سب سے پہلے drugs testing authority ہوتی ہے۔ لیکن میڈم اپسکر! ابھی تک اس laboratory کے حوالے سے یہاں کوئی قانون سازی نہیں ہوئی ہے۔ اور بہت سارے یہاں اقدامات ہو رہے ہیں۔ ہمارے پاس drugs کے حوالے سے جو Act 1976ء کا اس میں اب تبدیلی لانی ہوگی۔ میری یہ تجویز ہے کہ kindly میڈم اپسکر! آپ اس اہم issue کو ہیلتھ کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کریں۔ ہم بھی اس میں ممبر بنیں گے ہمیں بھی اس میں شامل کیا جائے تاکہ اس مسئلہ پر، یہ بہت serious issue ہے۔ بہت ساری ایسی ادویات ہیں کہ وہ غیر معیاری ہیں جعلی ہیں۔ بہت سارے ڈاکٹروں وہ ادویات وہ نہ لکھتے ہیں جو tablets syrup ان کی registration authority نے کوئی approval نہیں دی ہے۔ ڈاکٹر لکھتا ہے میڈم یکل اسٹور میں پڑی ہوئی ہیں وہاں ڈرگ انسپکٹر involve ہوتے ہیں ان تمام کرپشن میں۔ تو مہربانی کر کے humbly request میڈم اپسکر! آپ سے میری درخواست ہے کہ اس حوالے سے اس کو تو میری آپ سے request ہے کہ یہ جو drugs registration authority ہم نے بنانی ہے۔ اس کے لیے ہم نے Act kindely آپ اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کریں تاکہ ہم اس میں مزید جا کر اس پر بات کر سکیں۔ میڈم اپسکر thank you میڈم اپسکر۔

میڈم اپسکر: زیرے صاحب! آپ اسکے اوپر مجھے باقاعدہ ایک لیٹر لکھ دیں ٹھیک ہے اور وہ میں اُسی وقت اُس کو حوالے کر دوں گی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: لیٹر میں لکھ دوں۔

میڈم اسپیکر: جی باقاعدہ اس میں آپ mention کریں پورا کیونکہ point of order پر وہ clear نہیں ہوتا۔ آپ اپنی طرف سے تفصیلی، It is a very important point۔ آپ اس پر لکھ کر دیں اسپیکر چیمبر کو۔ تو میں آپ کو اسی وقت یہ کی جاتی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: بڑی مہربانی۔ thank you جی میڈم اسپیکر صاحب۔

میڈم اسپیکر: جی منظور کا کڑ صاحب۔

جناب منظور احمد کا کڑ: جو بات کی گئی کہ فلیگ اور سائز کے حوالے سے اور پاورز کے حوالے سے، حقیقتاً ہونا چاہیے قانون ہے اور implementation ہونی چاہیے۔ لا قانونیت یہاں پر نہیں ہے۔ اور ایک بات یہاں میں رکھوں گا میڈم اسپیکر! کہ میونسل کار پوریشن کی جتنی properties ہیں اُسکی detail یہاں آنی چاہیے کیونکہ میونسل کار پوریشن کی پر اپر ٹو و گورنمنٹ کی پر اپر ٹو ہے کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے کہ ہر ایک آ کر کے اپنے لیئے الٹ کرے۔ وہ گورنمنٹ کی ہے اور گورنمنٹ اُس کو utilize کرے۔ ایسا نہ ہو کہ میں بھی جا کر کے نام دے دوں اور میں اپنے نام پر الٹ کروں کوئی اپنے نام پر الٹ کر لے۔ 2010ء سے جتنی پر اپر ٹیاں گئی ہیں سب کی detail میں آنی چاہیے۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر حامد صاحب ایسا پوائنٹ جو کہ بہت اہم ہے وہ، جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: بات یہ ہے میڈم اسپیکر! بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ مجید خان نے بڑا اچھا point اٹھایا ہے۔ ہم نے جب سے ہوش سنjalah ہے اس ملک میں وہی ہوتا ہے جو نہیں ہونا چاہئے۔ کہنے کو لوگ کہتے ہیں کہ سچ پر پابندی ہے۔ تو پھر جب یہ حکومت نہیں ہے تین سال سے دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ تو آپ request کریں گے کہ اپنی رونگ دیدیں کیونکہ اسمبلی میں جو بات ہوتی ہے اس کو ہم جتنے احترام اور اہمیت دے سکتے ہیں دے دیں۔ تو آپ رونگ دیدیں کہ منسٹر صاحبان جھنڈا نہیں لگاسکتے ہیں۔ سائز نہیں لگاسکتے ہیں۔ تو ہم وہ سلامی ہو جاتے ہیں اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: آپ انکوارری کر لیں۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: اور اس ہاؤس کے through ہمیں communicate کرادیں۔ پشتو نخواہی

عوامی پارٹی کے ممبر کے حوالے سے اور MPA کے حوالے سے ہم اپنی بساط کے مطابق ہروہ چیز pact ادا کرنے سے گریز کرتے ہیں جو غیر قانونی ہوتا ہے۔ تو اس پر آپ کی مدد چاہئے ہو گی۔ بڑی مہربانی۔

میدم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ thank you جی کشور جنگ صاحب! سردار صاحب! خاتون نے ہاتھ کھڑا کر دیا تھا۔ سردار صاحب! آپ سب سے زیادہ ٹائم دے رہے ہیں آپ کو۔ آپ بہت زیادہ بولتے ہیں خواتین جو کم بولتی ہیں ان کو time دوں گی۔ جی۔

محترمہ کشور احمد بیک: شکریہ میدم اسپیکر! میں جو بات کرنا چاہی ہوں وہ غریب گھرانے سے related بات ہے۔ بات کچھ یوں ہے کہ میدم اسپیکر! ہمیں جو اسکواڈ زدیے گئے ہیں، ان کے متعلق میں بات کرنا چاہی ہوں کہ تمبر سے میدم اسپیکر! ان کو تخواہیں نہیں ملی ہیں۔ آج نومبر شروع ہو چکا ہے اور دو ماہ درمیان میں گزر چکے ہیں۔ یہ دو ماہ انہوں نے کس طریقے سے گزارے ہیں یہ ہمیں پتہ ہے یا ان غریبوں کو پتہ ہے، پچھلے ماہ ان سے یہ کہا گیا ہے کہ آپ کی تخواہ اس لئے روکی گئی ہے کہ آپ لوگ اپنا ATM بنالیں یا اپنا کاؤنٹ کھلوالیں۔ وہ ایک مہینہ اسی میں درپدر اور خوار ہوتے رہے بیچارے اور ATM بن گیا اور اکاؤنٹ بھی کھل گیا لیکن اس کے باوجود بھی ابھی تک انھیں تخواہیں نہیں ملیں۔ میں اس ایوان کے توسط سے یہ توجہ دلانا چاہتی ہوں۔

میدم اسپیکر: کشور صاحب! میں اس میں آپ کو یہ input دے دوں کہ کیونکہ یہ سب کا مشترکہ مسئلہ ہے تمام لوگوں کا، جن کے گارڈز ہیں ان سب کا مسئلہ ہے۔ اس کو میں نے take up کر لیا تھا اور اس پر میں نے ان سے وضاحت بھی طلب کر لی ہے، فناں سیکرٹری ملک سے باہر تھے اب وہ آگئے ہیں اور انہوں نے لکھ کر بھی دے دیا ہے اور ہم نے یہی کہا ہے کہ جلد از جلد آپ ان کو دے دیں، میرے خیال میں انہوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ انشاء اللہ Monday or Tuesday کو انشاء اللہ ملے گی۔

محترمہ کشور احمد بیک: میدم اسپیکر صاحب! وہ بہت پریشان حال ہیں کیونکہ ان کے بچوں کا جو گھر کا چولھا ہے وہ انہی پیپیوں سے انہی تخواہ سے چل رہا ہے اور وہ بہت پریشان حال ہیں اور ہمارے پاس آتے ہیں۔

میدم اسپیکر: بالکل ہم سب کا یہی مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ administrative take up ہو گیا ہے میں۔ اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اسی week جو next coming Monday or Tuesday تک یہ مسئلہ حل ہو جائیگا۔

محترمہ کشور احمد بیک: میں مجید خان اچائزی صاحب کی بات کو second کرتی ہوں کہ انہوں نے جو روز کے بارے میں بتایا ہے، وہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ اگر روز جو ہیں تو اس کو اسی قانون کے مطابق چلانا چاہیے تاکہ جو

روز جن پر لاگو ہیں وہ وہی لوگ اُس کو accept کریں، بقایا لوگ اُس سے گریز کریں۔ کیونکہ قانون سب کیلئے برابر ہے، اگر جو جس چیز کا حقدار ہے اُس کا حق ملنا چاہیے لیکن یہ ہے کہ جو باقی لوگ ہیں وہ اس چیز کو غلط استعمال نہ کریں۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: ok thank you جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: Thank you Madam Speaker. ڈاکٹر صاحب مجھے نہیں سن رہے ہیں وہ حاجی گل محمد مرزا صاحب کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: دیکھیں مسئلہ یہ ہے کہ ادھر سب بات کر لیتے ہیں۔ سردار صاحب! آپ بات کر لیں۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ جو میر بات کر لیتا ہے پھر وہ اپنی بات کر کے دوبارہ گپ شپ میں چلا جاتا ہے۔ میرے خیال میں اس کو avoid کرنا چاہیے۔ جی سردار صاحب!

You are on point of order! سردار عبدالرحمن کھیڑان: ٹھیک ہے میڈم اسپیکر۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! میرا پرانٹ آف آرڈر ایجوکیشن سے related ہے۔ لیکن مجید خان نے جو یہ روڑ کی بات کی ہے میرے خیال میں آپ نے اس کو property of the House بنایا ہے۔ آپ کے پاس پہنچ ہیں میں پڑھ دوں اسکو۔

میڈم اسپیکر: نہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: یہ بہتر تھا۔ یہ بہتر تھا۔ point of order کی۔ تو میرا یہ ہے۔ لیکن میں اس کو second۔ پاکستان کے جنڈے پر ہمارے پنج۔۔۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): میڈم اسپیکر! سردار صاحب جب منظر تھے یہ اس جنڈے کو لگا رہا تھا یا نہیں؟

سردار عبدالرحمن کھیڑان: میں نہیں لگایا۔ اُس وقت بند کر دیا تھا نواز شریف نے۔ بند تھا۔ جنڈا کیا اُدھروہ ابھی تو شیشے میں ہر ایک نے رکھا ہوتا ہے۔ جیسے پشوختوا کا کوئی ممبر ہے نا۔ یہ پارٹی والا ہے، تو وہ جو گاڑی کی اسٹرینگ کے ساتھ آگے والی جو جگہ ہوتی ہے اور پشوختوا کا، جمعیت کا اُدھر، پیپلز پارٹی کا اُدھر، وہ بھی نہیں رکھنے دیتے تھے۔

میڈم اسپیکر: اس پر سردار صاحب! میں نے اپنے سیکرٹریٹ سے پوچھا ہے، یہ پڑھو کو اُس کا ہے۔ یہ constitution میں نہیں۔ تو ہم اس کو دیکھ کے تفصیلی تاکہ جلد بازی میں کوئی ایسا فیصلہ نہ ہو جو وہ، اُس کو تفصیلی دیکھ کے پھر ہم اس کو address کریں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: آپ Monday کو روٹنگ دے دیں ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: جی، ہم دیکھ کر اسکو کر دیں گے۔

میڈم اسپیکر: جی آپ اسکی استئذی کر لیں۔ میں اس کی اہمیت بتا رہا ہوں کہ پاکستان کے جھنڈے کو ہمارے افواج کے جو بہادر لوگ ہیں، جو لڑتے ہیں، مجاز پر لڑتے ہیں جب یہ جھنڈا اگرنے لگتا ہے تو وہ اس کو اپنے خون کی آبیاری کرتے ہیں، اس کو اپنا خون پلاتے ہیں اس کو زمین پر نہیں گرنے دیتے ہیں۔ اس وقت ہر ایک کو دیکھیں پاکستان کا جھنڈا الہارہا ہے جس کی entitlement ہے وہ ضرور لگا کیں۔ جس کی entitlement نہیں ہے وہ نہ لگائیں۔ اچھا میڈم اسپیکر! یہ میرے پاس یہ ایک سکول جو پرائزمری سے مل ہوا اور مل سے ہائی ہوا۔ یہ میں بھجو رہا ہوں آپ اس کو property of the House بنالیں۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

میڈم اسپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! ایک سکول کی میں مثال دے رہا ہوں جو ایجکیشن کی زبوں حالی ہے۔ خالد صاحب! آپ نا راض تو نہیں ہو گے، پھر میں بولنے لگا ہوں ایجکیشن پر بولنے لگا ہوں۔ ہاں خالد جان۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! آپ کو اجازت دی ہے آپ بولیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! جیسے آپ کی مرضی ہے۔ آخری میرا پوانٹ آف آرڈر ہے۔

میڈم اسپیکر: جی This is the last point of order۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: تو پھر مجھے Monday کو ظاہم دے دیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں آپ بولیں Monday کو بہت زیادہ وہ ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: نہیں اس دن سی ایم صاحب بھی ہو گئے، میں اس کی انواری میں جانا چاہتا ہوں۔ آج کون کریگا۔ ایجکیشن منسٹر بھی نہیں ہے اور سی ایم صاحب بھی نہیں ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ بولنے نہیں چاہتے تو۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میں بولنا چاہتا ہوں اس پر، میں property of the House اس کو بنانا چاہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں پر اپنی تو دیے ہی بن جاتی ہے جب آپ پوانٹ آف آرڈر پر بولتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: نہیں جب بول رہا ہوں وہ توریکارڈنگ میں آ جائیگا۔ یہ ایک آپ روڈ دیکھ لیں اس میں

آپ کے good-office سے اس بارے میں پھر لیٹر جانا چاہیے کیونکہ جن documents میں گڑبرڑ ہے اُس میں ---

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ پوانٹ لانا چاہتے ہیں ابھی لا میں، آپ بعد میں لانا چاہتے ہو وہ آپ پر منحصر ہے۔
سردار عبدالرحمن کھیتران: جیسے آپ نماز کا ظانم ہو گیا ہے ساتھی بول رہے ہیں اور منشی بھی آجایا گا اور سی ایم صاحب بھی ہونگے۔ ٹھیک ہے۔

میڈم اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 07 نومبر 2016ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05:00 بجے 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

